الهدیۃ المبارکہ

یعنی کتاب

تحفہ قیصریّہ

بمقام قادیان

مطبع ضیاء الاسلام میں چھپا

۲۵ رمئی ۱۸۹۷ء
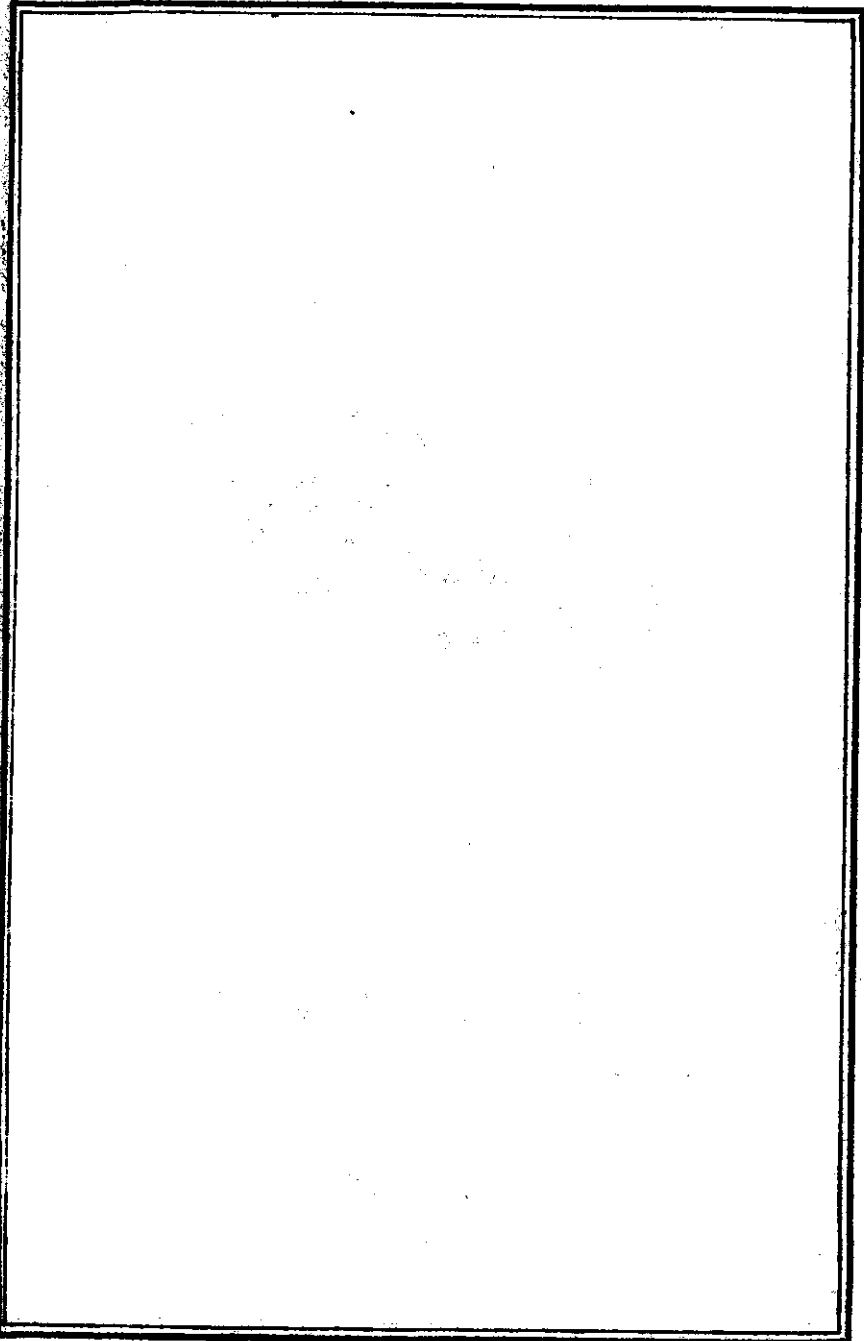
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

یہ عریضہ مُبارکبادی

اُس شخص کی طرف سے ہے۔ جو یسوع مسیح کے نام پر طرح طرح کی بدعتوں سے دُنیا کو چھوڑانے کے لئے آیا ہے۔ جس کا مقصد یہ ہے کہ امن اور نرمی کے ساتھ دُنیا میں سچائی قائم کرے۔ اور لوگوں کو اپنے پیدا کنندہ سے سچی محبت اور بندگی کا طریق سکھلائے۔ اور اپنے بادشاہ ملکہ معظمہ سے جس کی وہ رعایا ہیں۔ سچی اطاعت کا طریق سمجھلائے۔ اور بنی نوع میں باہمی سچی ہمدردی کرنے کا سبق دیوے۔ اور نفسانی کینوں اور جوشوں کو درمیان سے اُٹھائے۔ اور ایک پاک صلحکاری کو خدا کے نیک نیت بندوں میں قائم کرے۔ جسکی نفاق سے ملونی نہ ہو اور یہ نوشتہ ایک ہدیہ شکر گذاری ہے۔ کہ جو عالی جناب قیصرہ ہند ملکہ معظمہ والی انگلستان و ہند دام اقبالہا بالقایہا کے حضور میں. بتقریب جلسہ جوبلی شصت سالہ بطور مبارکباد پیش کیا گیا ہے۔

مُبارک ! مُبارک !! مُبارک !!!

صلہ
اُس خدا کا شکر ہے جس نے آج ہمیں یہ عظیم الشان خوشی کا دن دکھلایا۔
کہ ہم نے اپنی ملکہ معظمہ قیصرہ ہند و انگلستان کی شصت سالہ جوبلی کو دیکھا۔
جس قدر اِس دن کے آنے سے مُسرت ہوئی کون اس کو اندازہ کرسکتا ہے؟ ہماری
محسنہ قیصرہ مُبارکہ کو ہماری طرف سے خوشی اور شکر سے بھری ہوئی مُبارکباد پہنچے
خدا ملکہ معظمہ کو ہمیشہ خوشی سے رکھے!

وہ خدا جو زمین کو بنانے والا اور آسمانوں کو اُونچا کرنے والا اور چمکتے ہوئے
سُورج اور چاند کو ہمارے لئے کام میں لگانے والا ہے۔ اسکی جناب میں ہم دُعا
کرتے ہیں کہ وہ ہماری ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کو جو اپنی رعایا کی مختلف اقوام کو کنارِ
عاطفت میں لئے ہوئے ہے جس کے ایک وجود سے کروڑہا انسانوں کو آرام پہنچ رہا
ہے۔ تا دیرگاہ سلامت رکھے۔ اور ایسا ہو کہ جلسہ جوبلی کی تقریب پر (جسکی خوشی سے
کروڑہا دِل برٹش انڈیا اور انگلستان کے جوش نشاط میں ان پھولوں کی طرح حرکت کر
رہے ہیں جو نسیمِ صبا کی ٹھنڈی ہوا سے شگفتہ ہوکر پرندوں کی طرح اپنے پروں کو
ہلاتے ہیں) جس زور شور سے زمین مبارکبادی کے لئے اُچھل رہی ہے۔ ایسا ہی
آسمان بھی اپنے آفتاب و ماہتاب اور تمام ستاروں کے ساتھ مبارکبادیاں دیوے۔
اور عنایت صمدی ایسا کرے کہ جیسا کہ ہماری عالی شان محسنہ ملکہ معظمہ والی ہند و انگلستان
اپنی رعایا کے تمام بوڑھوں اور بچّوں کے دِلوں میں ہر دلعزیز ہے۔ ویسا ہی آسمانی
فرشتوں کے دلوں میں بھی ہر دلعزیز ہو جائے۔ وہ قادر جس نے بیشمار دُنیوی برکتیں
اسکو عطا کیں۔ دینی برکتوں سے بھی اسے مالا مال کرے۔ وہ رحیم جس نے اِس جہان
میں اسکو خوش رکھا۔ اگلے جہان میں بھی خوشی کے سامان اس کیلئے عطا کرے۔
خدا کے کاموں سے کیا بعید ہے کہ ایسا مبارک وجود جس سے کروڑہا بلکہ بے شمار
نیکی کے کام ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ اس کے ہاتھ سے یہ آخری نیکی بھی ہو جائے

کہ انگلستان کو رحم اور امن کے ساتھ انسان پرستی سے پاک کر دیا جائے۔ تا فرشتوں کی رُوحیں بھی بول اُٹھیں۔ کہ اے موحّدہ صدیقہ تجھے آسمان سے بھی مبارکباد جیساکہ زمین سے!!

بہ دُعاگو کہ جو دُنیا میں عیسٰی مسیح کے نام سے آیا ہے۔ اسی طرح وجود ملکہ معظمہ قیصرہ ہند اور اس کے زمانہ سے فخر کرتا ہے۔ جیساکہ سیّد الکونین حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم نے نوشیروان عادل کے زمانہ سے فخر کیا تھا۔ سو اگرچہ جلسہ جوبلی کی مبارک تقریب پر ہر ایک شخص پر واجب ہے کہ ملکہ معظمہ کے احسانات کو یاد کر کے مخلصانہ دُعاؤں کے ساتھ مبارکباد دے۔ اور حضور قیصرہ ہند و انگلستان میں شکرگزاری کا ہدیہ گزرانے۔ مگر مَیں دیکھتا ہوں کہ مجھ پر سب سے زیادہ واجب ہے۔ میرے لئے خدا نے پسند کیا کہ مَیں آسمانی کارروائی کے لئے ملکہ معظمہ کی پُر امن حکومت کی پناہ لوں۔ سو خدا نے مجھے ایسے وقت میں اور ایسے ملک میں مامور کیا۔ جس جگہ انسانوں کی آبرو اور مال اور جان کی حفاظت کے لئے حضرت قیصرہ مبارکہ کا عہد سلطنت ایک فولادی قلعہ کی تاثیر رکھتا ہے۔ جس امن کے ساتھ مَیں نے اِس ملک میں بُود و باش کر کے سچائی کو پھیلایا۔ اس کا شکر کرنا میرے پر سب سے زیادہ واجب ہے۔ اور اگرچہ مَیں نے اِس شکرگزاری کے لئے بہت سی کتابیں اُردو اور عربی اور فارسی میں تالیف کر کے اور ان میں جناب ملکہ معظمہ کے تمام احسانات کو جو برٹش انڈیا کے مسلمانوں کے شامل حال ہیں اسلامی دنیا میں پھیلائی ہیں۔ اور ہر ایک مسلمان کو سچی اطاعت اور فرمانبرداری کی ترغیب دی ہے۔ لیکن میرے لئے ضروری تھا کہ یہ تمام کارنامہ اپنا جناب ملکہ معظمہ کے حضور میں بھی پہنچاؤں۔ سو اسی بناء پر آج مجھے جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کی جوبلی کے مبارک موقعہ پر جو سچّی وفادار رعایا کے لئے بیشمار شکر اور خوشی کا محل ہے۔ اس

۱۴۰ کے دلی مدعا کے پورا کرنے کے لئے جرأت ہوئی ہے۔

مَیں اس بات کو ظاہر کرنا بھی اپنی رُوشناسی کرانے کی غرض سے ضروری دیکھتا ہوں کہ مَیں حضرت ملکہ معظمہ کی رعایا میں سے پنجاب کے ایک معزز خاندان میں سے ایک شخص ہوں جو میرزا غلام احمد قادیانی کے نام سے مشہور ہوں۔ میرے والد کا نام مرزا غلام مرتضیٰ اور اُن کے والد کا نام میرزا عطا محمدؐ اور اُن کے والد کا نام مرزا گل محمدؐ تھا۔ یہ آخر الذکر اس زمانہ سے پہلے والیانِ ملک میں سے تھے۔ مجھے خُدا نے جیسا کہ آگے بیان ہوگا۔ اپنی خدمت میں لے لیا۔ اور جیسا کہ وُہ اپنے بندوں سے قدیم سے کلام کرتا آیا ہے۔ مجھے بھی اُس نے اپنے مکالمہ اور مخاطبہ کا شرف بخشا۔ اور مجھے اُس نے نہایت پاک اُصولوں پر جو نوعِ انسان کے لئے مفید ہیں قائم کیا۔ چنانچہ منجملہ ان اصولوں کے جن پر مجھے قائم کیا گیا ہے۔ ایک یہ ہے کہ خُدا نے مجھے اطلاع دی ہے۔ کہ دُنیا میں جس قدر نبیوں کی معرفت مذہب پھیل گئے ہیں۔ اور اُستحکام پکڑ گئے ہیں۔ اور ایک حصہ دُنیا پر محیط ہو گئے ہیں۔ اور ایک عمر پا گئے ہیں! اور ایک زمانہ ان پر گذر گیا ہے۔ ان میں سے کوئی مذہب بھی اپنی اصلیّت کے رُو سے جُھوٹا نہیں۔ اور نہ اُن نبیوں میں سے کوئی نبی جھوٹا ہے۔ کیونکہ خدا کی سُنّت ابتداء سے اسی طرح پر واقع ہے کہ وہ ایسے نبی کے مذہب کو جو خدا پر افترا، کرتا ہے۔ اور خدا کی طرف سے نہیں آیا۔ بلکہ دلیری سے اپنی طرف سے باتیں بناتا ہے۔ کبھی سر سبز ہونے نہیں دیتا۔ اور ایسا شخص جو کہتا ہے کہ مَیں خدا کی طرف سے ہوں۔ حالانکہ خدا خوب جانتا ہے کہ وہ اُس کی طرف سے نہیں ہے۔ خدا اس بے باک کو ہلاک کرتا ہے۔ اور اس کا تمام کار و بار درہم برہم کیا جاتا ہے۔ اور اس کی تمام جماعت متفرق کی جاتی ہے۔ اور اس کا پچھلا حال پہلے سے بدتر ہوتا ہے۔ کیونکہ اس نے خدا پر جھوٹ بولا۔ اور دلیری سے خدا پر

م۵ افترا کیا۔ پس خدا اس کو وہ عظمت نہیں دیتا۔ جو راستبازوں کو دیجاتی ہے۔ اور نہ وہ قبولیت اور استحکام بخشتا ہے۔ جو صادق نبیوں کیلئے مقرر ہے۔

اور اگر یہ سوال ہو کہ اگر یہی بات سچ ہے۔ تو پھر دُنیا میں ایسے مذہب کیوں پھیل گئے۔ جن کی کتابوں میں انسانوں یا پتھروں یا فرشتوں یا سُورج اور چاند اور ستاروں اور یا آگ اور پانی اور ہوا وغیرہ مخلوق کو خدا کر کے مانا گیا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ایسے مذہب یا تو اُن لوگوں کی طرف سے ہیں جنہوں نے نبوّت کا دعویٰ نہیں کیا۔ اور نہ الہام اور وحی کے مدعی ہوئے۔ بلکہ اپنی فکر اور عقل کی غلطی سے مخلوق پرستی کی طرف جھک گئے۔ اور یا بعض مذہب ایسے تھے کہ درحقیقت خدا کے کسی سچے نبی کی طرف سے ان کی بنیاد تھی۔ لیکن مرورِ زمانہ سے ان کی تعلیم لوگوں پر مشتبہ ہوگئی۔ اور بعض استعارات اور مجازات کو حقیقت پر حمل کر کے وہ لوگ مخلوق پرستی میں پڑ گئے۔ لیکن دراصل وہ نبی ایسا مذہب نہیں سکھاتے تھے۔ سو ایسی صورت میں ان نبیوں کا قصور نہیں کیونکہ وہ صحیح اور پاک تعلیم لائے تھے۔ بلکہ جاہلوں نے بدفہمی سے ان کی کلام کے اُلٹے معنی کئے۔ سو جن جاہلوں نے ایسا کیا۔ انہوں نے یہ دعویٰ تو نہیں کیا۔ کہ ہم پر خدا کا کلام نازل ہوا ہے اور ہم نبی ہیں۔ بلکہ نبوت کی کلام کو اجتہاد کی غلطی سے انہوں نے اُلٹا سمجھا۔ سو یہ غلطیاں اور گمراہیاں اگرچہ گناہ میں داخل ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کی نظر میں مکروہ ہیں۔ مگر ان کے پھیلنے کو خدا تعالیٰ اس طرح پر نہیں روکتا جس طرح اس مفتری کی کارروائی کو روکتا ہے جو خدا پر افترا کرتا ہے۔ کوئی سلطنت خواہ زمینی ہے خواہ آسمانی ایسے مفتری کو مہلت نہیں دیتی جو ایک جھوٹا قانون بنا کر پھر سلطنت کی طرف منسوب کرتا ہے کہ وہ قانون اس گورنمنٹ سے پاس ہو کر نکلا ہے۔ اور نہ کوئی سلطنت جائز رکھتی ہے کہ کوئی شخص جھوٹے طور پر سرکاری

ملازم بنکر ناجائز حکومت کو عمل میں لاوے۔ اور ایسا ظاہر کرے کہ وہ گورنمنٹ کا کوئی عہدہ دار ہے۔ حالانکہ وہ عہدہ دار کیا کسی ادنیٰ درجہ کا ملازم بھی نہیں۔

سو یہی قانون خداتعالیٰ کی قدیم سُنّت میں داخل ہے۔ کہ وہ نبوّت کے جھوٹا دعویٰ کرنے والے کو مہلت نہیں دیتا۔ بلکہ ایسا شخص جلد پکڑا جاتا اور اپنی سزا کو پہنچ جاتا ہے۔ اس قاعدہ کے لحاظ سے ہمیں چاہیئے کہ ہم ان تمام لوگوں کو عزت کی نگاہ سے دیکھیں اور ان کو سچا سمجھیں جنہوں نے کسی زمانہ میں نبوت کا دعویٰ کیا۔ اور پھر وہ دعویٰ ان کا جڑ پکڑ گیا۔ اور اُن کا مذہب دُنیا میں پھیل گیا۔ اور استحکام پکڑ گیا۔ اور ایک عمر پاگیا۔ اور اگر ہم اُن کے مذہب کی کتابوں میں غلطیاں پائیں یا اس مذہب کے پابندوں کو بدچلنیوں میں گرفتار مشاہدہ کریں۔ تو ہمیں نہیں چاہیئے کہ وہ سب داغِ ملالت اُن مذاہب کے بانیوں پر لگادیں۔ کیونکہ کتابوں کا محرف ہوجانا ممکن ہے۔ اجتہادی غلطیوں کا تفسیروں میں داخل ہوجانا ممکن ہے۔ لیکن یہ ہرگز ممکن نہیں کہ کوئی شخص کھلا کھلا خدا پر افترا کرے اور کہے کہ مَیں اُس کا نبی ہوں۔ اور اپنا کلام پیش کرے۔ اور کہے کہ "یہ خدا کا کلام ہے"۔ حالانکہ وہ نہ نبی ہو۔ اور نہ اس کا کلام خدا کا کلام ہو۔ اور پھر خدا اس کو سچّوں کی طرح مہلت دے۔ اور سچّوں کی طرح اس کی قبولیت پھیلائے۔

لہذا یہ اصول نہایت صحیح اور نہایت مبارک اور باوجود اِس کے صلح کاری کی بنیاد ڈالنے والا ہے۔ کہ ہم ایسے تمام نبیوں کو سچے نبی قرار دیں۔ جن کا مذہب جڑ پکڑ گیا۔ اور عمر پاگیا۔ اور کروڑہا لوگ اس مذہب میں آگئے۔ یہ اصول نہایت نیک اصول ہے۔ اور اگر اس اصل کی تمام دُنیا پابند ہوجائے۔ تو ہزاروں فساد اور توہین مذہب جو مخالف امن عامہ خلائق ہیں اُٹھ جائیں۔ یہ تو ظاہر ہے۔ کہ جو لوگ کسی مذہب کے پابندوں کو

مٹ

ایک ایسے شخص کا پیرو خیال کرتے ہیں جو اُن کی دانست میں دراصل وہ کاذب اور مفتری ہے۔ تو وہ اس خیال سے بہت سے فتنوں کی بنیاد ڈالتے ہیں۔ اور وہ ضرور توہین کے جرائم کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اور اس نبی کی شان میں نہایت گستاخی کے الفاظ بولتے ہیں۔ اور اپنے کلمات کو گالیوں کی حد تک پہنچاتے ہیں۔ اور صلح کاری اور عامہ خلائق کے امن میں فتور ڈالتے ہیں۔ حالانکہ یہ خیال اُن کا بالکل غلط ہوتا ہے۔ اور وہ اپنے گستاخانہ اقوال میں خدا کی نظر میں ظالم ہوتے ہیں۔ خدا جو رحیم و کریم ہے وہ ہرگز پسند نہیں کرتا۔ جو ایک جھوٹے کو ناحق کا فروغ دے کر اور اسکے مذہب کی جڑ جما کر لوگوں کو دھوکہ میں ڈالے۔ اور نہ جائز رکھتا ہے کہ ایک شخص باوجود مفتری اور کذاب ہونے کے دُنیا کی نظر میں سچے نبیوں کا ہم پلّہ ہو جائے۔

پس یہ اصول نہایت پیارا اور امن بخش اور صلح کاری کی بنیاد ڈالنے والا اور اخلاقی حالتوں کو مدد دینے والا ہے۔ کہ ہم ان تمام نبیوں کو سچا سمجھ لیں جو دُنیا میں آئے۔ خواہ ہند میں ظاہر ہوئے یا فارس میں یا چین میں یا کسی اور ملک میں اور خدا نے کروڑ ہا دِلوں میں ان کی عزّت اور عظمت بٹھا دی۔ اور ان کے مذہب کی جڑ قائم کر دی۔ اور کئی صدیوں تک وہ مذہب چلا آیا۔ یہی اصول ہے جو قرآن نے ہمیں سکھلایا۔ اسی اصول کے لحاظ سے ہم ہر ایک مذہب کے پیشوا کو جن کی سوانح اس تعریف کے نیچے آ گئی ہیں عزّت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ گو وہ ہندوؤں کے مذہب کے پیشوا ہوں یا فارسیوں کے مذہب کے۔ یا چینیوں کے مذہب کے یا یہودیوں کے مذہب کے یا عیسائیوں کے مذہب کے۔ مگر افسوس کہ ہمارے مخالف ہم سے یہ برتاؤ نہیں کر سکتے۔ اور خدا کا یہ پاک اور غیر متبدل قانون اُنکو یاد نہیں کہ وہ جھوٹے نبی کو وہ برکت

مث آور عزّت نہیں دیتا جو سچّے کو دیتا ہے۔ اور جھوٹے نبی کا مذہب جڑ نہیں پکڑتا۔ اور نہ عمر پاتا ہے جیساکہ سچّے کا جڑ پکڑتا اور عمر پاتا ہے۔ پس ایسے عقیدہ والے لوگ جو قوموں کے نبیوں کو کاذب قرار دے کر بُرا کہتے رہتے ہیں۔ ہمیشہ صلح کاری اور امن کے دشمن ہوتے ہیں۔ کیونکہ قوموں کے بزرگوں کو گالیاں نکالنا اِس سے بڑھ کر فتنہ انگیز اور کوئی بات نہیں۔ بسا اوقات انسان مَرنا بھی پسند کرتا ہے۔ مگر نہیں چاہتا کہ اس کے پیشوا کو بُرا کہا جائے۔ اگر ہمیں کسی مذہب کی تعلیم پر اعتراض ہو۔ تو ہمیں نہیں چاہیئے کہ اس مذہب کے نبی کی عزّت پر حملہ کریں۔ اور نہ یہ کہ اس کو بُرے الفاظ سے یاد کریں۔ بلکہ چاہیئے کہ صرف اس قوم کے موجودہ دستور العمل پر اعتراض کریں اور یقین رکھیں کہ وُہ نبی جو خدا تعالےٰ کی طرف سے کروڑ ہا انسانوں میں عزّت پا گیا۔ اور صدہا برسوں سے اس کی قبولیت چلی آتی ہے۔ یہی پختہ دلیل اس کے منجانب اللہ ہونے کی ہے۔ اگر وہ خدا کا مقبول نہ ہوتا تو اس قدر عزّت نہ پاتا۔ مفتری کو عزّت دینا اور کروڑہا بندوں میں اس کے مذہب کو پھیلانا اور زمانہ دراز تک اس کے مفتریانہ مذہب کو محفوظ رکھنا خدا کی عادت نہیں ہے۔ سو جو مذہب دُنیا میں پھیل جائے اور جم جائے اور عزّت اور عمر پا جائے۔ وہ اپنی اصلیت کے رُو سے ہرگز جھوٹا نہیں ہوسکتا۔ پس اگر وہ تعلیم قابلِ اعتراض ہے۔ تو اس کا سبب یا تو یہ ہوگا کہ اس نبی کی ہدایتوں میں تحریف کی گئی ہے۔ اور یا یہ سبب ہوگا۔ کہ ان ہدایتوں کی تفسیر کرنے میں غلطی ہوئی ہے۔ اور یا یہ بھی ہوسکتا ہے۔ کہ خود ہم اعتراض کرنے میں حق پر نہ ہوں۔ چنانچہ دیکھا جاتا ہے کہ بعض پادری صاحبان اپنی کم فہمی کی وجہ سے قرآن شریف کی ان باتوں پر اعتراض کر دیتے ہیں۔ جن کو توریت میں صحیح اور خدا کی تعلیم مان چکے ہیں۔ سو اب ایسا اعتراض خود اپنی غلطی یا شتاب کاری ہوتی ہے ؛

خلاصہ یہ کہ دُنیا کی بھلائی اور امن اور صلحکاری اور تقویٰ اور خدا ترسی اسی اصول میں ہے کہ ہم ان نبیوں کو ہرگز کاذب قرار نہ دیں۔ جن کی سچائی کی نسبت کروڑہا انسانوں کی صدہا برسوں سے رائے قائم ہو چکی ہو۔ اور خدا کی تائیدیں قدیم سے اُن کے شامل حال ہوں۔ اور مَیں یقین رکھتا ہوں کہ ایک حق کا طالب خواہ وہ ایشیائی ہو خواہ یورپین ہمارے اِس اصول کو پسند کریگا اور آہ کھینچ کر کہیگا کہ افسوس ہمارا اصول ایسا کیوں نہ ہُوا۔ ص۹

مَیں اس اصول کو اس غرض سے حضرت ملکہ معظمہ قیصرہ ہند و انگلستان کی خدمت میں پیش کرتا ہوں کہ امن کو دُنیا میں پھیلانے والا صرف یہی ایک اصول ہے جو ہمارا اصول ہے۔ اسلام فخر کرسکتا ہے کہ اس پیارے اور دِلکش اصول کو خصوصیت سے اپنے ساتھ رکھتا ہے۔ کیا ہمیں روا ہے کہ ہم ایسے بزرگوں کی کسرِشان کریں۔ جو خدا کے فضل نے ایک دُنیا کو اُن کے تابعدار کر دیا۔ اور صدہا برسوں سے بادشاہوں کی گردنیں اُن کے آگے جُھکتی چلی آئیں؟ کیا ہمیں روا ہے کہ ہم خدا کی نسبت یہ بدظنّی کریں کہ وہ جھوٹوں کو سچّوں کی شان دے کر اور سچّوں کی طرح کروڑہا لوگوں کا ان کو پیشوا بنا کر اور ان کے مذہب کو ایک لمبی عمر دے کر اور ان کے مذہب کی تائید میں آسمانی نِشان ظاہر کرکے دُنیا کو دھوکا دینا چاہتا ہے؟ اگر خدا ہی ہمیں دھوکا دے تو پھر ہم راست اور ناراست میں کیونکر فرق کرسکتے ہیں؟

یہ بڑا ضروری مسئلہ ہے کہ جھوٹے نبی کی شان و شوکت اور قبولیت اور عظمت ایسی پھیلنی نہیں چاہیئے جیسا کہ سچے کی۔ اور جھوٹوں کے منصوبوں میں وہ رونق پیدا نہیں ہونی چاہیئے جیسا کہ سچے کے کاروبار میں پیدا ہونی چاہیئے۔ اِسی لئے سچے کی اوّل علامت یہی ہے کہ خدا کی دائمی تائیدوں کا سلسلہ اسکے شامل حال ہو۔ اور خدا اسکے مذہب کے پودہ کو کروڑہا دِلوں میں لگا دیوے۔ اور عمر بخشے۔ پس جس نبی کے مذہب

مٹ میں ہم یہ علامتیں پاویں۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنی موت اور انصاف کے دن کو یاد کر کے ایسے بزرگ پیشوا کی اہانت نہ کریں۔ بلکہ سچی تعظیم اور سچی محبت کریں۔ غرض یہ وہ پہلا اصول ہے۔ جو خدا نے ہمیں سکھلایا ہے۔ جس کے ذریعہ سے ہم ایک بڑے اخلاقی حصّہ کے وارث ہو گئے ہیں۔

اور دُوسرا اصول جس پر مجھے قائم کیا گیا ہے۔ وہ جہاد کے اس غلط مسئلہ کی اصلاح ہے۔ جو بعض نادان مسلمانوں میں مشہور ہے۔ سو مجھے خدا تعالےٰ نے سمجھا دیا ہے کہ جن طریقوں کو آج کل جہاد سمجھا جاتا ہے۔ وہ قرآنی تعلیم سے بالکل مخالف ہیں۔ بے شک قرآن شریف میں لڑائیوں کا حکم ہُوا تھا۔ جو موسیٰ کی لڑائیوں سے زیادہ معقول اور یشوع بن نون کی لڑائیوں سے زیادہ پسندیدگی اپنے اندر رکھتا تھا۔ اور اس کی بناء صرف اِس بات پر تھی کہ جنہوں نے مسلمانوں کے قتل کرنے کے لئے ناحق تلواریں اُٹھائیں۔ اور ناحق کے خون کئے۔ اور ظلم کو انتہا تک پہنچایا۔ ان کو تلواروں سے ہی قتل کیا جائے۔ مگر پھر بھی یہ عذاب موسیٰ کی لڑائیوں کی طرح بہت سختی اپنے اندر نہیں رکھتا تھا۔ بلکہ جو شخص قبول اسلام کے ساتھ اگر وہ عربی ہے۔ یا جزیہ کے ساتھ اگر وہ غیر عربی ہے پناہ لیتا تھا۔ تو وہ عذاب ٹل جاتا تھا۔ اور یہ طریق بالکل قانونِ قدرت کے موافق تھا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کے عذاب جو وباؤں کے رنگ میں دُنیا پر نازل ہوتے ہیں۔ وہ صدقہ خیرات اور دُعا اور توبہ اور خشوع اور خضوع کے ساتھ بیشک زوال پذیر ہو جاتے ہیں۔ اِسی وجہ سے جب شدّت سے وبا کی آگ بھڑکتی ہے۔ تو طبعًا دُنیا کی تمام قومیں دُعا اور توبہ اور استغفار اور صدقہ خیرات کی طرف مشغول ہو جاتی ہے۔ اور خدا کی طرف رجوع کرنے کے لئے ایک طبعی حرکت پَیدا ہو جاتی ہے۔

پس اس سے ثابت ہوتا ہے کہ عذاب کے نزول کے وقت طبائع

انسانیہ کا اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا ایک طبعی امر ہے۔ اور توبہ اور دعا عذاب کے وقتوں میں انسان کے لئے فائدہ مند ثابت ہوا ہے۔ یعنی توبہ اور استغفار سے عذاب ٹل بھی جاتا ہے۔ جیساکہ یونس نبی کی قوم کا عذاب ٹل گیا۔ ایسا ہی حضرت موسیٰ کی دعا سے کئی دفعہ بنی اسرائیل کا عذاب ٹل گیا۔ سو خدا تعالےٰ کا ان کفار کو جنہوں نے اسلام اور مسلمانوں پر بہت سختی کی تھی۔ یہاں تک کہ عورتیں اور بچے بھی قتل کئے تھے۔ تلوار کے عذاب سے شکنجہ میں گرفتار کرنا اور پھر ان کی توبہ اور رجوع اور حق پذیری سے نجات دے دینا یہ وُہی خدا کی قدیم عادت ہے جس کا مشاہدہ ہر زمانہ میں ہوتا چلا آیا ہے۔ ﴿۱۱﴾

غرض ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں اسلامی جہاد کی جڑ یہی تھی کہ خدا کا غضب ظلم کرنے والوں پر بھڑکا تھا۔ لیکن کسی عادل گورنمنٹ کے سایہ معدلت کے نیچے رہ کر جیساکہ ہماری ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کی سلطنت ہے۔ پھر اس کی نسبت بغاوت کا قصد رکھنا اس کا نام جہاد نہیں ہے۔ بلکہ یہ ایک نہایت وحشیانہ اور جہالت سے بھرا ہوا خیال ہے۔ جس گورنمنٹ کے ذریعہ آزادی سے زندگی بسر ہو۔ اور پورے طور پر امن حاصل ہو۔ اور فرائض مذہبی کماحقہ ادا کر سکیں اس کی نسبت بدنیتی کو عمل میں لانا ایک مجرمانہ حرکت ہے نہ جہاد۔ اسی لئے ۱۸۵۷ء میں مفسدہ پرداز لوگوں کی حرکت کو خدا نے پسند نہیں کیا۔ اور آخر طرح طرح کے عذابوں میں وہ مبتلا ہوئے۔ کیونکہ انہوں نے اپنی محسن اور مربی گورنمنٹ کا مقابلہ کیا۔ سو خدا تعالےٰ نے مجھے اس اصول پر قائم کیا ہے کہ محسن گورنمنٹ کی جیساکہ یہ گورنمنٹ برطانیہ ہے سچی اطاعت کی جائے۔ اور سچی شکرگزاری کی جائے۔ سو میں اور میری جماعت اس اصول کے پابند ہیں۔ چنانچہ میں نے اس مسئلہ پر عمل درآمد کرانے کے لئے بہت سی کتابیں عربی اور فارسی اور اردو میں تالیف کیں۔ اور ان میں

۱۲ تفصیل سے لکھا کہ کیونکر مسلمانانِ برٹش انڈیا اِس گورنمنٹ برطانیہ کے نیچے آرام سے زندگی بسر کرتے ہیں۔ اور کیونکر آزادگی سے اپنے مذہب کی تبلیغ کرنے پر قادر ہیں۔ اور تمام فرائض منصبی بے روک ٹوک بجالاتے ہیں۔ پھر اس مبارک اور امن بخش گورنمنٹ کی نسبت کوئی خیال بھی جہاد کا دِل میں لانا کس قدر ظلم اور بغاوت ہے۔ یہ کتابیں ہزارہا روپیہ کے خرچ سے طبع کرائی گئیں۔ اور پھر اسلامی ممالک میں شائع کی گئیں۔ اور مَیں جانتا ہوں کہ یقیناً ہزارہا مسلمانوں پر ان کتابوں کا اثر پڑا ہے۔ بالخصوص وہ جماعت جو میرے ساتھ تعلق بیعت و مُریدی رکھتی ہے۔ وہ ایک ایسی سچی مخلص اور خیر خواہ اِس گورنمنٹ کی بن گئی ہے کہ مَیں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ ان کی نظیر دُوسرے مُسلمانوں میں نہیں پائی جاتی۔ وہ گورنمنٹ کے لئے ایک وفادار فوج ہے۔ جن کا ظاہر و باطن گورنمنٹ برطانیہ کی خیر خواہی سے بھرا ہُوا ہے۔

مَیں نے اپنی تالیف کردہ کتابوں میں اِس بات پر بھی زور دیا ہے کہ جو کچھ نادان مولوی تلوار کے ذریعہ سے حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ وہ امر سچے مذہب کے لئے دُوسرے رنگ میں گورنمنٹ برطانیہ میں حاصل ہے۔ یعنی ہر ایک شخص تمام تر آزادی اپنے مذہب کا اثبات اور دُوسرے مذہب کا ابطال کر سکتا ہے۔ اور میری رائے میں مسلمانوں کیلئے مذہبی خیالات کے اظہار میں قانونی حد تک وسیع اختیارات ہونے میں بڑی پُر خیر مصلحت ہے۔ کیونکہ وُہ اس طور سے اپنی اصل غرض کو پاکر جنگجوئی کی عادات کو جو کتاب اللہ کی غلط فہمی سے بعضوں میں پائی جاتی ہیں بھلا دینگے۔ وجہ یہ کہ جیسا کہ ایک منشّی چیز کا استعمال کرنا دُوسری منشّی چیز سے فارغ کر دیتا ہے۔ ایسا ہی جب ایک مقصد ایک پہلو سے نکلتا ہے۔ تو دُوسرا پہلو خود سُست ہو جاتا ہے۔

انہی اغراض سے مَیں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ مذہبی مباحثات کے بارے میں

صہ۱۳

انگریزی آزادی سے فائدہ اُٹھاؤں۔ اور نیز اسلامی جوش کے لوگوں کو اِس جائز امر کی طرف توجہ دیکر ناجائز خیالات اور جوشوں سے ان کے جذبات کو روک دوں۔ مُسلمان لوگ ایک خونی مسیح کے منتظر تھے۔ اور نیز ایک خونی مہدی کی بھی انتظار کرتے تھے۔ اور یہ عقیدے اس قدر خطرناک ہیں کہ ایک مفتری کاذب مہدی موعود کا دعوےٰ کرکے ایک دُنیا کو خُون میں غرق کر سکتا ہے۔ کیونکہ مسلمانوں میں اب تک یہ خاصیت ہے کہ جیساکہ وہ ایک جہاد کی رغبت دلانے والے فقیر کے ساتھ ہوجاتے ہیں۔ شاید وہ ایسی تابعداری بادشاہ کی بھی نہیں کرسکتے پس خدا نے چاہاکہ یہ غلط خیالات دُور ہوں۔ اسلئے اس نے مجھے مسیح موعود اور مہدی معہود کا خطاب دے کر میرے پر ظاہر فرمایا۔ کہ کسی خونی مہدی یا خونی مسیح کی انتظار کرنا سراسر غلط خیال ہے۔ بلکہ خدا ارادہ فرماتا ہے۔ کہ آسمانی نشانوں کے ساتھ سچ کو دُنیا میں پھیلادے۔ سو میرا اصول یہ ہے کہ دُنیا کے بادشاہوں کو اپنی بادشاہیاں مبارک ہوں۔ ہمیں ان کی سلطنت اور دولت سے کچھ غرض نہیں۔ ہمارے لئے آسمانی بادشاہی ہے۔ ہاں نیک نیّتی سے اور سچّی خیرخواہی سے بادشاہوں کو بھی آسمانی پیغام پہنچانا ضروری ہے۔ لیکن اس گورنمنٹ برطانیہ کی نسبت نہ صرف اس قدر ہے۔ بلکہ چونکہ ہم اِس دولت کے سایہ عاطفت کے نیچے با امن زندگی بسر کرسکتے ہیں۔ اس لئے اس دولت کے لئے ہمارا یہ بھی فرض ہے کہ اِس کی دُنیا اور آخرت کے لئے دُعا بھی کریں۔

افسوس کہ جس وقت سے مَیں نے ہندوستان کے مُسلمانوں کو یہ خبر سُنائی ہے کہ کوئی خونی مہدی یا خونی مسیح دنیا میں آنے والا نہیں ہے۔ بلکہ ایک شخص صلح کاری کے ساتھ آنے والا تھا۔ جو میں ہوں۔ اس وقت سے یہ نادان مولوی مجھ سے بغض رکھتے ہیں۔ اور مجھ کو کافر اور دین سے خارج ٹھہراتے ہیں۔ عجیب بات ہے۔

صلاا

کہ یہ لوگ بنی نوع کی خونریزی سے خوش ہوتے ہیں۔ مگر یہ قرآنی تعلیم نہیں ہے۔
اور نہ سب مسلمان اس خیال کے ہیں۔ یہ پادریوں کی بھی خیانت ہے کہ ناحق دائمی
جہاد کے مسئلہ کو قرآن شریف کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اور اِس طرح پر بعض
نادانوں کو دھوکہ میں ڈال کر نفسانی جوشوں کی طرف ان کو توجہ دیتے ہیں۔ اور مَیں
نہ اپنے نفس سے اور نہ اپنے خیال سے بلکہ خدا سے مامور ہوں کہ جس گورنمنٹ
کے سایہ عطوفت کے نیچے مَیں امن کے ساتھ زندگی بسر کر رہا ہوں۔ اس کے لئے
دُعا میں مشغول رہوں اور اس کے احسانات کا شکر کروں۔ اور اس کی خوشی
کو اپنی خوشی سمجھوں۔ او جو کچھ مجھے فرمایا گیا ہے نیک نیتی سے اس تک پہنچاؤں۔
لہٰذا اس موقعہ جوبلی پر جناب ملکہ معظمہ کے ان متواتر احسانات کو یاد کرکے
جو ہماری جان اور مال اور آبرو کے شامل حال ہیں۔ ہدیہ شکر گزاری پیش کرتا
ہوں۔ اور وہ ہدیہ دُعائے سلامتی و اقبال ملکہ ممدوحہ ہے جو دل سے
اور وجود کے ذرہ ذرہ سے نکلتی ہے۔

اے قیصرہ و ملکہ معظمہ! ہمارے دِل تیرے لئے دُعا کرتے ہوئے جناب
الٰہی میں جھکتے ہیں۔ اور ہماری رُوحیں تیرے اقبال اور سلامتی کے لئے حضرت
احدیت میں سجدہ کرتی ہیں۔ اے اقبال مند قیصرہ ہند! اِس جوبلی کی
تقریب پر ہم اپنے دل اور جان سے تجھے مبارکباد دیتے ہیں۔ اور خُدا سے
چاہتے ہیں کہ خُدا تجھے اُن نیکیوں کی بہت بہت جزا دے۔ جو
تجھ سے اور تیری بابرکت سلطنت سے اور تیرے امن پسند حکّام سے ہمیں پہنچی
ہیں۔ ہم تیرے وجود کو اس ملک کے لئے خُدا کا ایک بڑا فضل سمجھتے ہیں۔ اور ہم ان
الفاظ کے نہ ملنے سے شرمندہ ہیں۔ جن سے ہم اس شکر کو پُورے طور پر ادا
کر سکتے۔ ہر ایک دُعا جو ایک سچا شکر گزار تیرے لئے کر سکتا ہے۔ ہماری طرف سے تیرے

ص۱۵

حق میں قبول ہو۔ خدا تیری آنکھوں کو مُرادوں کے ساتھ ٹھنڈی رکھے۔ اور تیری عمر اور صحت اور سلامتی میں زیادہ سے زیادہ برکت دے۔ اور تیرے اقبال کا سلسلہ ترقیات جاری رکھے۔ اور تیری اولاد اور ذریت کو تیری طرح اقبال کے دن دکھا دے۔ اور فتح اور ظفر عطا کرتا رہے۔ ہم اس کریم و رحیم خدا کا بہت بہت شکر کرتے ہیں۔ جس نے اس مسرت بخش دن کو ہمیں دکھایا۔ اور جس نے ایسی محسنہ رعیّت پرور داد گستر بیدار مغز ملکہ کے زیر سایہ ہمیں پناہ دی۔ اور ہمیں اس کے مبارک عہد سلطنت کے نیچے یہ موقعہ دیا۔ کہ ہم ہر ایک بھلائی کو جو دُنیا اور دین کے متعلق ہو حاصل کرسکیں۔ اور اپنے نفس اور اپنی قوم اور اپنے بنی نوع کے لئے سچّی ہمدردی کے شرائط بجالاسکیں۔ اور ترقی کی ان راہوں پر آزادی سے قدم مار سکیں۔ جن راہوں پر چلنے سے نہ صرف ہم دُنیا کی مکروہات سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ بلکہ ابدی جہان کی سعادتیں بھی ہمیں حاصل ہو سکتی ہیں۔

جب ہم سوچتے ہیں کہ یہ تمام نیکیاں اور ان کے وسائل جناب قیصرہ ہند کی عہد سلطنت میں ہم کو ملی ہیں۔ اور یہ سب خیر اور بھلائی کے دروازے اسی ملکہ معظمہ مبارکہ کے ایام بادشاہت میں ہم پر کھلے ہیں۔ تو اس سے ہمیں اس بات پر قوی دلیل ملتی ہے کہ جناب قیصرہ ہند کی نیّت رعایا پروری کے لئے نہایت ہی نیک ہے۔ کیونکہ یہ ایک مسلّم مسئلہ ہے کہ بادشاہ کی نیّت رعایا کے اندرونی حالات اور ان کے اخلاق اور چال چلن پر بہت اثر رکھتی ہے۔ یا یوں بھی کہہ سکتے ہیں۔ کہ جب کسی حصّہ زمین پر نیک نیّت اور عادل بادشاہ حکمرانی کرتا ہے۔ تو خدا تعالیٰ کی یہی عادت ہے۔ کہ اس زمین کے رہنے والے اچھی باتوں اور نیک اخلاق کی طرف توجہ کرتے ہیں۔ اور خدا اور خلقت کے ساتھ اخلاص کی عادت ان میں پیدا ہو جاتی ہے۔ سو یہ امر ہر ایک آنکھ کو بدیہی طور پر نظر آ رہا ہے۔ کہ برٹش انڈیا

۱۶ میں اچھی حالتوں اور اچھے اخلاق کی طرف ایک انقلاب عظیم پَیدا ہو رہا ہے۔ اور وحشیانہ جذبات ملکوتی حالات کی طرف انتقال کر رہے ہیں۔ اور نئی ذرّیت نفاق کی جگہ اخلاص کو زیادہ پسند کرتی جاتی ہے۔ اور لوگوں کی استعدادیں سچائی کے قبول کرنے کے لئے بہت نزدیک آتی جاتی ہیں۔ انسانوں کی عقل اور فہم اور سوچ میں ایک بڑی تبدیلی پَیدا ہوگئی ہے۔ اور اکثر لوگ ایک سادہ اور بے لوث زندگی کے لئے تیار ہو رہے ہیں۔ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عہد سلطنت ایک ایسی روشنی کا پیش خیمہ ہے۔ جو آسمان سے اُتر کر دلوں کو رُوشن کرنے والی ہے۔ ہزاروں دل اس طرح پر راستی کے شوق میں اُچھل رہے ہیں کہ گویا وُہ ایک آسمانی مہمان کے لئے جو سچائی کا نُور ہے پیشوائی کے طور پر قدم بڑھاتے ہیں۔ انسانی قویٰ کے تمام پہلوؤں میں اچھے انقلاب کا رنگ دکھائی دیتا ہے۔ اور دِلوں کی حالت اس عُمدہ زمین کی طرح ہو رہی ہے۔ جو اپنا سبزہ نکالنے کے لئے پُھول گئی ہو۔ ہماری ملکہ معظمہ اگر اس بات سے فخر کریں تو بجا ہے کہ رُوحانی ترقیات کے لئے خدا اسی زمین سے ابتدا کرنا چاہتا ہے۔ جو برٹش انڈیا کی زمین ہے۔ اِس مُلک میں کچھ ایسے رُوحانی انقلاب کے آثار نظر آتے ہیں۔ کہ گویا خدا بہتوں کو سفلی زندگی سے باہر نکالنا چاہتا ہے۔ اکثر لوگ بالطبع پاک زندگی کے حاصل کرنے کے لئے میل کرتے جاتے ہیں۔ اور بہت سی رُوحیں عُمدہ تعلیم اور عمدہ اخلاق کی تلاش میں ہیں۔ اور خُدا کا فضل اُمید دے رہا ہے کہ وُہ اپنی اِن مُرادوں کو پائیں گے۔

اگرچہ اکثر قومیں ابھی ایسی کمزور ہیں کہ سچائی کی گواہی صفائی کے ساتھ دے نہیں سکتیں۔ بلکہ سچّائی کو سمجھ نہیں سکتیں۔ اور انکی تحریر اور تقریر میں کم و بیش تعصب کی رنگ آمیزی پائی جاتی ہے۔ مگر دیکھا جاتا ہے کہ انصاف پسند انسانوں میں حق شناسی کی قوت بڑھ گئی ہے۔ وہ راستی کی چمک کو بہت سے پردوں میں سے بھی دیکھ لیتے ہیں۔ یہ ایک بڑی قابلِ قدر

بات ہے کہ اکثر لوگ عرفانی روشنی کی تلاش میں لگ گئے ہیں۔ ہاں تلاش کی دھن میں غلطیوں میں پڑ بھی رہے ہیں۔ اور غیر معبود کو حقیقی معبود کی جگہ بھی دیتے ہیں۔ مگر کچھ شک نہیں کہ ایک حرکت پیدا ہو گئی ہے۔ اور باتوں کی حقیقت اور اصلیت اور جڑ تک پہنچنا اور سطحی خیالات تک رُکے نہ رہنا قابلِ تعریف خلق سمجھا گیا ہے۔ جس سے آئندہ کی اُمیدیں مضبوط ہو گئی ہیں۔ پس اس میں کیا شک ہے کہ یہ بھی بادشاہِ وقت کا ایک پرتوہ ہے۔ اور کچھ شک نہیں کہ یہ گورنمنٹ ہندوستان میں داخل ہوتے ہی ایک رُوحانی سرگرمی اور حق کی تلاش کا اثر ساتھ لائی ہے۔ اور بلاشبہ یہ اس ہمدردی کا نتیجہ معلوم ہوتا ہے۔ جو ہماری ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کے دل میں برٹش انڈیا کی رعیت کی نسبت مرکوز ہے۔

اور اگرچہ مَیں ان احسانوں کا بھی بدرجہ غایت قدر کرتا ہوں۔ جو جسمانی طور پر جناب ملکہ معظمہ کی توجہات سے شامل حال مسلمانان ہند ہیں۔ لیکن ایک بڑا حصہ عنایات حضرت قیصرہ ہند کا یہی ہے کہ ان کے ایام دولت میں ہندوستان کی بہت سی وحشیانہ حالتیں روبہ اصلاح ہو گئی ہیں۔ اور ہر ایک شخص نے رُوحانی ترقیات کا بڑا موقع پایا ہے۔ ہم صریح دیکھتے ہیں کہ گویا زمانہ ایک سچی اور پاک صلاحیت کے نزدیک آتا جاتا ہے۔ اور دِلوں کو حقیقت شناسی کی طرف توجہ پیدا ہوتی جاتی ہے۔ مذہبی امور میں بوجہ تبادلِ خیالات کے ہر ایک حق کی تلاش کرنے والے کو آگے قدم رکھنے کی جرأت ہو گئی ہے۔ اور وہ سچا اور اکیلا خدا جو بہتوں کی نظر سے پوشیدہ تھا۔ اب اپنی تجلیات کے دکھلانے کے لئے صریح ارادہ کرتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ میرے خیال میں یہ بھی گزرتا ہے کہ اس سے پہلے اِس مُلک کی فارغ البالی اور دولتمندی اس کی رُوحانی ترقی کی بہت مانع تھی۔ اور ہر ایک مال اور دولت رکھنے والا عیاشی اور آرام پسندی کی طرف اعتدال سے زیادہ جھک گیا تھا۔ اگر ہندوستان کی وُہی صُورت رہتی تو آج شاید

صہ۱۸۱ اِس مُلک کے رہنے والے وحشیوں سے بھی بدتر ہوتے۔ یہ اچھا ہُوا کہ بہ سبب احسن تدبیر گورنمنٹ برطانیہ کے اس مُلک کے اسباب تنعم و آرام طلبی کچھ مختصر کئے گئے۔ تا لوگ فنون اور علوم کی طرف متوجہ ہوں۔ اور رُوحانی ترقیات کا بھی دروازہ کُھلے۔ اور نفسانی جذبات کے وسائل کم ہو جائیں۔ سو یہ سب کچھ عہدِ سعادت مہدِ ملکہ معظمہ قیصرہ ہند میں ظہور میں آیا۔ مَیں خوب جانتا ہوں کہ مصیبت اور محتاجگی بھی انسان کی انسانیت کیلئے ایک کیمیا ہے۔ بشرطیکہ انتہا تک نہ پہنچے اور تھوڑے دن ہو۔ سو ہمارا ملک اس کیمیا کا بھی محتاج تھا۔ میرا اس میں ذاتی تجربہ ہے کہ ہم نے اِس کیمیا سے بہت فائدہ اُٹھایا ہے۔ اور بہت سے رُوحانی جواہرات ہم کو اِس ذریعہ سے ملے ہیں۔ مَیں پنجاب کے ایک ایسے خاندان میں سے ہوں۔ جو سلاطین مغلیہ کے عہد میں ایک ریاست کی صُورت میں چلا آتا تھا۔ اور بہت سے دیہات زمینداری ہمارے بزرگوں کے پاس تھے اور اختیارات حکومت بھی تھے۔ پھر سِکّھوں کے عروج سے کچھ پہلے یعنی جبکہ شاہانِ مغلیہ کے انتظام ملک داری میں بہت ضعف آگیا تھا۔ اور اِس طرف طوائف الملوک کی طرح خود مختار ریاستیں پیدا ہو گئی تھیں۔ میرے پڑدادا صاحب میرزا گل محمدؒ بھی طوائف الملوک میں سے تھے اور اپنی ریاست میں من کل الوجوہ خود مختار رئیس تھے پھر جب سکھوں کا غلبہ ہُوا۔ تو صرف اسّی گاؤں ان کے ہاتھ میں رہ گئے۔ اور پھر بہت جلد اسّی کے عدد کا صفر بھی اُڑ گیا۔ اور پھر شاید آٹھ یا سات گاؤں باقی رہے۔ رفتہ رفتہ سرکار انگریزی کے وقت میں تو بالکل خالی ہاتھ ہو گئے۔ چنانچہ اوائل عملداری اِس سلطنت میں صرف پانچ گاؤں کے مالک کہلاتے تھے۔ اور میرے والد میرزا غلام مرتضیٰ صاحب دربار گورنری میں کرسی نشین بھی تھے۔ اور سرکار انگریزی کے ایسے خیر خواہ اور دِل کے بہادر تھے کہ مفسدہ ۱۸۵۷ء میں پچاس گھوڑے اپنی گرہ سے خرید کر اور پچاس جوان جنگجو بہم پہنچا کر اپنی حیثیت سے زیادہ اِس گورنمنٹ عالیہ

صہ ۱۹

گو مدد دی تھی۔ غرض ہماری ریاست کے ایام دن بدن زوال پذیر ہوتے گئے۔
یہانتک کہ آخری نوبت ہماری یہ تھی کہ ایک کم درجہ کے زمیندار کی طرح ہمارے خاندان
کی حیثیت ہوگئی۔ بظاہر یہ بات بہت غم دِلانے والی ہے کہ ہم اوّل کیا تھے۔ اور پھر
کیا ہوگئے۔ لیکن جب مَیں سوچتا ہوں تو یہ حالت نہایت قابلِ شکر معلوم ہوتی ہے
کہ خدا نے ہمیں بہت سے اُن ابتلاؤں سے بچالیا کہ جو دولتمندی کے لازمی نتائج
ہیں۔ جن کو ہم اِس وقت اِس مُلک میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ مگر مَیں
اس مُلک کے امیروں اور رئیسوں کے نظائر پیش کرنا نہیں چاہتا جو میری رائے کی
تائید کرتے ہیں۔ اور مَیں مناسب نہیں دیکھتا کہ اِس ملک کے سُست اور کاہل اور
آرام پسند اور دین و دُنیا سے غافل اور عیاشی میں غرق امیروں اور دولتمندوں
کے نمونے اپنی تائید دعوے میں پیش کروں۔ کیونکہ مَیں نہیں چاہتا کہ کسی کے
دل کو دُکھ دُوں۔ اِس جگہ میرا مطلب صرف اِس قدر ہے کہ اگر ہمارے بزرگوں کی ریاست
میں فتور نہ آتا۔ تو شاید ہم بھی ایسی ہی ہزاروں طرح کی غفلتوں اور تاریکیوں اور نفسانی
جذبات میں غرق ہوتے۔ سو ہمارے لئے جناب باری تعالیٰ جلّ جلالہ نے دولت عالیہ
برطانیہ کو نہایت ہی مبارک کیا کہ ہم اِس بابرکت سلطنت میں اِس ناچیز دُنیا کی
صدہا زنجیروں اور اس کے فانی تعلّقات سے فارغ ہوکر بیٹھ گئے۔ اور خدا نے
ہمیں ان تمام امتحانوں اور آزمائشوں سے بچالیا۔ کہ جو دولت اور حکومت
اور ریاست اور امارت کی حالت میں پیش آتے۔ اور رُوحانی حالتوں کا
ستیاناس کرتے۔ یہ خدا کا فضل ہے کہ اُس نے ہمیں اِن گردشوں اور طرح طرح
کے حوادث میں جو حکومت کے بعد تحکم کے زمانہ سے لازمِ حال پڑی ہوئی ہیں۔
برباد کرنا نہیں چاہا۔ بلکہ زمین کی ناچیز حکومتوں اور ریاستوں سے ہمیں نجات

صنا دے کر آسمان کی بادشاہت عطا کی۔ جہاں نہ کوئی دشمن چڑھائی کر سکے۔ اور نہ آئے دن اِس میں جنگوں اور خونریزیوں کے خطرات ہوں۔ اور نہ حاسدوں اور بخیلوں کو منصوبہ بازی کا موقعہ ملے۔ اور چونکہ اُس نے مجھے یسوع مسیح کے رنگ میں پیدا کیا تھا۔ اور توارد طبع کے لحاظ سے یسوع کی رُوح میرے اندر رکھی تھی۔ اِس لئے ضرور تھا کہ گم گشتہ ریاست میں بھی مجھے یسوع مسیح کے ساتھ مشابہت ہوتی سو ریاست کا کاروبار تباہ ہونے سے یہ مشابہت بھی متحقق ہوگئی۔ جس کو خدا نے پُورا کیا۔ کیونکہ یسوع کے ہاتھ میں داؤد بادشاہ نبی اللہ کے ممالک مقبوضہ میں سے جس کی اولاد میں سے یسوع تھا۔ ایک گاؤں بھی باقی نہیں رہا تھا۔ صرف نام کی شہزادگی باقی رہ گئی تھی۔

ہرچند میں اِس قدر تو مبالغہ نہیں کر سکتا کہ مجھے سر رکھنے کی جگہ نہیں۔ لیکن میں شکر کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے ان تمام صعوبتوں اور شدّتوں کے بعد جن کا اس جگہ ذکر کرنا بے محل ہے۔ مجھے ایسے طور سے اپنی مہربانی کی گود میں لے لیا۔ جیسا کہ اس نے اس مبارک انسان کو لیا تھا جس کا نام ابراہیم تھا۔ اس نے میرے دِل کو اپنی طرف کھینچ لیا۔ اور وُہ باتیں میرے پر کھولیں جو کسی پر نہیں کھل سکتیں۔ جبتک اس پاک گروہ میں داخل نہ کیا جائے جنکو دُنیا نہیں پہچانتی۔ کیونکہ وہ دُنیا سے بہت دُور اور دُنیا ان سے دُور ہے۔ اُسنے میرے پر ظاہر کیا کہ وہ اکیلا اور غیر متغیّر اور قادر اور غیر محدود خدا ہے جسکی مانند اور کوئی نہیں۔ اور اس نے مجھے اپنے مکالمہ کا شرف بخشا۔ اور اس نے بلاواسطہ اپنے راہ کی مجھے تعلیم دی ہے۔ اور مرور زمانہ سے جو قوموں کے عقیدہ میں غلطیاں واقع ہوئیں۔ ان سب پر مجھے مطلع فرمایا ہے۔

اس نے مجھے اِس بات پر بھی اطلاع دی ہے کہ درحقیقت یسوع مسیح خُدا کے نہایت پیارے اور نیک بندوں میں سے ہے۔ اور ان میں سے ہے جو خدا کے برگزیدہ لوگ ہیں۔ اور ان میں سے ہے جنکو خدا اپنے ہاتھ سے صاف کرتا۔ اور اپنے نور کے سایہ کے نیچے

صـ۲۱

رکھتا ہے۔ لیکن جیسا کہ گمان کیا گیا ہے خدا نہیں ہے۔ ہاں خدا سے واصل ہے اور ان کاملوں میں سے ہے جو تھوڑے ہیں۔

اور خدا کی عجیب باتوں میں سے جو مجھے ملی ہیں۔ ایک یہ بھی ہے جو مَیں نے عین بیداری میں جو کشفی بیداری کہلاتی ہے۔ یسوع مسیح سے کئی دفعہ ملاقات کی ہے۔ اور اس سے باتیں کر کے اس کے اصل دعوے اور تعلیم کا حال دریافت کیا ہے۔ یہ ایک بڑی بات ہے۔ جو توجہ کے لائق ہے۔ کہ حضرت یسوع مسیح ان چند عقائد سے جو کفّارہ اور تثلیث اور ابنیّت ہے۔ ایسے متنفّر پائے جاتے ہیں کہ گویا ایک بھاری افترا جو ان پر کیا گیا ہے۔ وہ یہی ہے۔ یہ مکاشفہ کی شہادت بے دلیل نہیں ہے۔ بلکہ مَیں یقین رکھتا ہوں کہ اگر کوئی طالبِ حق نیت کی صفائی سے ایک مدت تک میرے پاس رہے۔ اور وہ حضرت مسیح کو کشفی حالت میں دیکھنا چاہے۔ تو میری توجہ اور دُعا کی برکت سے وہ ان کو دیکھ سکتا ہے۔ ان سے باتیں بھی کر سکتا ہے اور ان کی نسبت ان سے گواہی بھی لے سکتا ہے۔ کیونکہ مَیں وہ شخص ہوں جس کی رُوح میں بروز کے طور پر یسوع مسیح کی رُوح سکونت رکھتی ہے۔ یہ ایک ایسا تحفہ ہے جو حضرت ملکہ معظمہ قیصرہ انگلستان و ہند کی خدمت عالیہ میں پیش کرنے کے لائق ہے۔

دُنیا کے لوگ اِس بات کو نہیں سمجھیں گے۔ کیونکہ وہ آسمانی اسرار پر کم ایمان رکھتے ہیں۔ لیکن تجربہ کرنے والے ضرور اِس سچائی کو پائیں گے۔

میری سچائی پر اور بھی آسمانی نشان ہیں جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں۔ اور اِس ملک کے لوگ ان کو دیکھ رہے ہیں۔ اب مَیں اِس آرزو میں ہوں کہ جو مجھے یقین بخشا گیا ہے۔ وہ دُوسروں کے دِلوں میں کیونکر اُتارا جائے۔ میرا شوق مجھے بیتاب کر رہا ہے

۲۲ کہ میں ان آسمانی نشانوں کی حضرت عالی قیصرہ ہند میں اطلاع دوں۔ میں حضرت یسوع مسیح کی طرف سے ایک سچے سفیر کی حیثیت میں کھڑا ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ جو کچھ آجکل عیسائیت کے بارے میں سکھایا جاتا ہے۔ یہ حضرت یسوع مسیح کی حقیقی تعلیم نہیں ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اگر حضرت مسیح دنیا میں پھر آتے۔ تو وہ اس تعلیم کو شناخت بھی نہ کر سکتے۔

ایک اور بڑی بھاری مصیبت قابل ذکر ہے اور وہ یہ ہے کہ اس خدا کے دائمی پیارے اور دائمی محبوب اور دائمی مقبول کی نسبت جس کا نام یسوع ہے یہودیوں نے تو اپنی شرارت اور بے ایمانی سے لعنت کے بُرے سے بُرے مفہوم کو جائز رکھا۔ لیکن عیسائیوں نے بھی اس بہتان میں کسی قدر شراکت اختیار کی۔ کیونکہ یہ گمان کیا گیا ہے کہ گویا یسوع مسیح کا دل تین دن تک لعنت کے مفہوم کا مصداق بھی رہا ہے۔ اس بات کے خیال سے ہمارا بدن کانپتا ہے۔ اور وجود کے ذرہ ذرہ پر لرزہ پڑ جاتا ہے۔ کیا مسیح کا پاک دل اور خدا کی لعنت !!! گو ایک سیکنڈ کے لئے ہی ہو۔ افسوس! ہزار افسوس کہ یسوع مسیح جیسے خدا کے پیارے کی نسبت یہ اعتقاد رکھیں کہ کسی وقت اس کا دل لعنت کے مفہوم کا مصداق بھی ہو گیا تھا۔

اس وقت ہم یہ عاجزانہ التماس کسی مذہبی حیثیت سے نہیں بلکہ ایک کامل انسان کی حفظ عزت کیلئے پیش کرتے ہیں اور یسوع کیطرف سے رسول کیطرح ہو کر جس طرح کشفی عالم میں اسکی زبان سے سُنا حضور قیصرہ ہند میں پہنچا دیتے ہیں اور اُمید رکھتے ہیں کہ جناب ممدوحہ اس غلطی کی اصلاح فرمائیں۔ یہ اس زمانہ کی ایک فاحش غلطی ہے کہ جبکہ لوگوں نے لعنت کے مفہوم پر غور نہیں کی تھی۔ لیکن اب ادب تقاضہ کرتا ہو کہ نہایت جلدی اس غلطی کی اصلاح کر دیجائے اور خدا کے اس اعلیٰ درجہ کے پیارے اور برگزیدہ کی عزت کو بچایا جائے۔ کیونکہ زبان عرب اور عبرانی میں لعنت کا لفظ خدا سے دور اور برگشتہ ہونے کیلئے آتا ہے۔ اور کسی شخص کو اُسوقت لعین کہا جاتا ہو کہ جب

وہ بالکل خدا سے برگشتہ اور بے ایمان ہو جائے۔ اور خدا اُس کا دشمن اور وہ خدا کا دشمن ہو جائے۔ اسی لئے لُغت کے رُو سے لعین شیطان کا نام ہے یعنی خدا سے برگشتہ ہونیوالا اور اسکا نافرمان۔ پس یہ کیونکر ممکن ہے کہ خدا کے ایسے پیارے کی نسبت ایک سیکنڈ کیلئے بھی تجویز کر سکیں کہ نعوذ باللہ کسی وقت دِل اُسکا درحقیقت خدا سے برگشتہ اور اُس کا نافرمان اور دشمن ہوگیا تھا؟ کس قدر بیجا ہوگا کہ ہم اپنی نجات کا ایک فرضی منصوبہ قائم کرنے کیلئے خُدا کے ایسے پیارے پر نافرمانی کا داغ لگادیں اور یہ عقیدہ رکھیں کہ کسی وقت وہ خدا سے باغی اور برگشتہ بھی ہوگیا تھا۔ اس سے بہتر ہے کہ انسان اپنے لئے دوزخ قبول کرے۔ مگر ایسے برگزیدہ کی پاک عزت اور بے لوث زندگی کا دشمن نہ بنے۔

جس قدر عیسائیوں کو حضرت یسوع مسیح سے محبت کرنے کا دعوےٰ ہے۔ وُہی دعویٰ مسلمانوں کو بھی ہے۔ گویا آنجناب کا وجود عیسائیوں اور مسلمانوں میں ایک مشترک جائداد کیطرح ہے۔ اور مجھے سب سے زیادہ حق ہے۔ کیونکہ میری طبیعت یسوع میں مستغرق ہے۔ اور یسوع کی مجھ میں اسی دعویٰ کی تائید میں آسمانی نشان ظاہر ہو رہے ہیں۔ اور ہر ایک کو بُلایا گیا ہے کہ اگر چاہے تو نشانوں کے ذریعہ سے اِس دعوے میں اپنی تسلّی کرے۔ اور اس جگہ اس قدر لکھنے کی مَیں نے اسلئے جرأت کی ہے کہ حضرت یسوع مسیح کی سچّی محبّت اور سچّی عظمت جو میرے دِل میں ہے۔ اور نیز وہ باتیں جو مَیں نے یسوع مسیح کی زبان سے سُنیں۔ اور وہ پیغام جو اس نے مجھے دیا۔ ان تمام امور نے مجھے تحریک کی کہ مَیں جناب ملکہ معظمہ کے حضور میں یسوع کیطرف سے ایلچی ہو کر بادب التماس کروں کہ جس طرح خداتعالیٰ کی طرف سے جناب ممدوحہ کروڑ ہا انسانوں کی جان و مال و آبرو کی محافظ ٹھہرائی گئی ہیں۔ بلکہ چرندوں اور پرندوں کے آرام کیلئے بھی حضرت موصوفہ نے قوانین جاری کئے ہیں۔ کیا خوب ہو کہ جناب کو اِس چھپی ہوئی توہین پر بھی نظر ڈالنے کیلئے توجہ پیدا ہو۔ جو یسوع مسیح کی شان میں کی جاتی ہے۔ کیا خوب ہو کہ جناب ممدوحہ دُنیا کی تمام لغات کے رُو سے عموماً اور عربی اور عبرانی کے رُو سے خصوصاً لفظ

۲۴ لعنت کے مفہوم کی تفتیش کریں۔ اور تمام لغات کے فاضلوں کی اس امر کیلئے گواہیاں لیں کہ کیا یہ سچ نہیں کہ ملعون صرف اس حالت میں کسی کو کہا جائیگا۔ جب کہ اُسکا دِل خدا کی معرفت اور محبت اور قرب سے دُور پڑ گیا ہو۔ اور جبکہ بجائے محبت کے اُسکے دِل میں خدا کی عداوت پیدا ہوگئی ہو۔ اِسی وجہ سے لغت عرب میں لعین شیطان کا نام ہے۔ پس کس طرح یہ ناپاک نام جو شیطان کے حصّہ میں آگیا۔ ایک پاک دِل کی طرف منسوب کیا جائے ۔ میرے مکاشفہ میں مسیح نے اپنی بریت اس سے ظاہر کی ہے۔ اور عقل بھی یہی چاہتی ہے کہ مسیح کی شان اِس سے برتر ہے۔ لعنت کا مفہوم ہمیشہ دل سے تعلق رکھتا ہے۔ اور یہ نہایت صاف بات ہے کہ ہم خدا کے مقرب اور پیارے کو کسی تاویل سے ملعون اور لعنتی کے نام سے موسوم نہیں کر سکتے۔ یہ یسوع مسیح کا پیغام ہے۔ جو مَیں پہنچاتا ہوں۔ اِس میں میرے سچے ہونے کی یہی نشانی ہے۔ جو مجھ سے وہ نشان ظاہر ہوتے ہیں۔ جو انسانی طاقتوں سے برتر ہیں۔ اگر حضور ملکہ معظمہ قیصرہ ہند و انگلستان توجّہ کریں تو میرا خدا قادر ہے کہ ان کی تسلّی کے لئے بھی کوئی نشان دکھادے۔ جو بشارت اور خوشی کا نشان ہو۔ بشرطیکہ نشان دیکھنے کے بعد میرے پیغام کو قبول کرلیں اور میری سفارت جو یسوع مسیح کی طرف سے ہے۔ اس کے موافق ملک میں عملدرآمد کرایا جائے مگر نشان خدا کے ارادہ کے موافق ہوگا نہ انسان کے ارادہ کے موافق ہاں فوق العادت ہوگا۔ اور عظمت الٰہی اپنے اندر رکھتا ہوگا*

حضور ملکہ معظمہ اپنی روشن عقل کے ساتھ سوچیں کہ کسی کا خُدا سے برگشتہ اور خدا کا دشمن

---

* اگر حضور ملکہ معظمہ میرے تصدیق دعویٰ کیلئے مجھ سے نشان دیکھنا چاہیں تو مَیں یقین رکھتا ہوں کہ ابھی ایک سال پُورا نہ ہو، کہ وُہ ظاہر ہو جائے۔ اور نہ صرف یہی بلکہ دُعا کرسکتا ہوں کہ یہ تمام زمانہ عافیت اور صحت سے بسر ہو۔ لیکن اگر کوئی نشان ظاہر نہ ہو۔ اور مَیں جُھوٹا نکلوں تو مَیں اس سزا میں راضی ہوں کہ حضور ملکہ معظمہ کے پایہ تخت کے آگے پھانسی دیا جاؤں۔ یہ سب الحاح اس لئے ہے کہ کاش ہماری محسنہ ملکہ معظمہ کو اس آسمان کے خدا کی طرف خیال آجائے جس سے اس زمانہ میں عیسائی مذہب بے خبر ہے۔ منہ

نام رکھنا جو لعنت کا مفہوم ہے۔ کیا اس سے بڑھ کر دنیا میں کوئی اور بھی توہین ہوگی؟ پس جس کو خدا کے تمام فرشتے مقرب مقرب کہہ رہے ہیں۔ اور جو خدا کے نور سے نکلا ہے۔ اگر اُسکا نام خدا سے برگشتہ اور خدا کا دشمن رکھا جائے۔ تو اسکی کس قدر اہانت ہے؟ افسوس اس توہین کو یسوع کی نسبت اس زمانہ میں چالیس کروڑ انسان نے اختیار کر رکھا ہے۔ اے ملکہ معظمہ! یسوع مسیح سے تو یہ نیکی کر خدا تجھ سے بہت نیکی کریگا۔ مَیں دُعا مانگتا ہوں کہ اِس کارروائی کیلئے خدا تعالیٰ آپ ہماری محسنہ ملکہ معظمہ کے دِل میں القا کرے۔ پیلاطوس نے جس کے زمانہ میں یسوع تھا۔ ناانصافی سے یہودیوں کے رُعب کے نیچے آکر ایک مجرم قیدی کو چھوڑ دیا۔ اور یسوع جو بے گناہ تھا۔ اُسکو نہ چھوڑا لیکن اے ملکہ معظمہ قیصرہ ہند ہم عاجزانہ ادب کے ساتھ تیرے حضور میں کھڑے ہوکر عرض کرتے ہیں کہ تو اس خوشی کے وقت میں جو شصت سالہ جوبلی کا وقت ہے یسوع کے چھوڑنے کیلئے کوشش کر۔ اسوقت ہم اپنی نہایت پاک نیت سے جو خدا کے خوف اور سچائی سے بھری ہوئی ہے تیری جناب میں اس التماس کیلئے جرأت کرتے ہیں کہ یسوع مسیح کی عزت کو اس داغ سے جو اسپر لگایا جاتا ہے اپنی مردانہ ہمت سے پاک کرکے دکھلا۔ بیشک شہنشاہوں کے حضور میں انکی استمزاج سے پہلے بات کرنا اپنی جان سے بازی ہوتی ہے۔ لیکن اسوقت ہم یسوع مسیح کی عزت کے لئے ہر ایک خطرہ کو قبول کرتے ہیں اور محض اسکی طرف سے رسالت لیکر بحیثیت ایک سفیر کے اپنے عادل بادشاہ کے حضور میں کھڑے ہوگئے ہیں۔ اے ہماری ملکہ معظمہ! تیرے پر بیشمار برکتیں نازل ہوں۔ خدا تیرے وہ تمام فکر دُور کرے جو تیرے دِل میں ہیں۔ جس طرح ہوسکے اس سفارت کو قبول کر۔ تمام مذہبی مقدمات میں یہی ایک قانون قدیم سے چلا آیا ہے کہ جب کسی بات میں دو فریق تنازعہ کرتے ہیں تو اوّل منقولات کے ذریعہ سے اپنے تنازعہ کو فیصلہ کرنا چاہتے ہیں۔ اور جب منقولات سے وہ فیصلہ نہیں ہوسکتا۔ تو معقولات کیطرف توجہ کرتے ہیں۔ اور عقلی دلائل سے تصفیہ کرنا چاہتے ہیں۔ پس اور جب کوئی مقدمہ عقلی دلائل سے بھی طے ہونے میں نہیں آتا۔ تو آسمانی فیصلہ کے خواہاں

ص ۲۵

ہوتے ہیں۔ اور آسمانی نشانوں کو اپنا حَکَم ٹھہراتے ہیں۔ لیکن اے مخدومہ ملکہ معظمہ یسوع مسیح کی بریت کے بارے میں یہ تینوں ذریعے شہادت دیتے ہیں۔ منقول کے ذریعہ سے اس طرح کہ تمام نوشتوں سے پایا جاتا ہے کہ یسوع دِل کا غریب اور حلیم اور خُدا سے پیار کرنیوالا اور ہر دم خُدا کے ساتھ تھا۔ پھر کیونکر تجویز کیا جائے کہ کسی وقت نعُوذ باللہ اُسکا دِل خُدا سے برگشتہ اور خُدا کا مُنکر اور خُدا کا دشمن ہو گیا تھا۔ جیساکہ لعنت کا مفہوم دلالت کرتا ہے۔ اور عقل کے ذریعہ سے اِس طرح پر کہ عقل ہرگز باور نہیں کرتی کہ جو خُدا کا نبی اور خدا کا وحید اور اسکی محبت سے بھرا ہوُا ہو۔ اور جسکی سرشت نور سے مخمر ہو۔ اِس میں نعوذ باللہ بے ایمانی اور نافرمانی کی تاریکی آجائے۔ یعنی وُہی تاریکی جسکو دُوسرے لفظوں میں لعنت کہتے ہیں۔ اور آسمانی نشانوں کے رُو سے اِس طرح پر کہ خدا اب آسمانی نشانوں کے ذریعہ سے خبر دے رہا ہے کہ مسیح کی نسبت جو قرآن نے بیان کیا کہ وہ لعنت سے محفوظ رہا۔ اور ایک سیکنڈ کے لئے بھی اس کا دِل لعنتی نہیں ہوُا۔ یہی سچ ہے۔ وہ نشان اِس عاجز کے ذریعہ سے ظاہر ہو رہے ہیں۔ اور بہت سے نشان ظاہر ہو چکے ہیں۔ اور بارش کیطرح برستے ہیں۔ سو اَے ہماری عالم پناہ ملکہ خدا تجھے بے شمار فضلوں سے معمور کرے۔ اِس مقدمہ کو اپنی قدیم منصفانہ عادت کے ساتھ فیصلہ کر۔

مَیں باادب ایک اور عرض کرنے کیلئے بھی جرأت کرتا ہوں کہ تواریخ سے ثابت ہے کہ قیاصرہ روم میں سے جب تیسرا قیصر روم تخت نشین ہوُا۔ اور اس کا اقبال کمال کو پہنچ گیا۔ تو اسے اس بات کی طرف توجہ پیدا ہوئی۔ کہ دو مشہور فرقہ عیسائیوں میں جو ایک موحّد اور دُوسرا حضرت مسیح کو خدا جانتا تھا۔ باہم بحث کرا دے۔ چنانچہ وہ بحث قیصر روم کے حضور میں بڑی خوبی اور انتظام سے ہوئی۔ اور بحث کے سُننے کیلئے معزز ناظرین اور ارکانِ دولت کی صدہا کرسیاں بلحاظ رُتبہ و مقام کے بچھائی گئیں۔ اور دونوں فریق کے پادریوں کی چالیس دن تک بادشاہ کے حضور میں بحث ہوتی رہی۔ اور قیصر روم بخوبی فریقین

ص۲۶

کے دلائل کو سُنتا رہا۔ اور ان پر غور کرتا رہا۔ آخر جو موحد فرقہ تھا۔ اور حضرت یسوع مسیح کو
صرف خدا کا رسول اور نبی جانتا تھا۔ وُہ غالب آگیا۔ اور دُوسرے فرقہ کو ایسی شکست
آئی کہ اسی مجلس میں قیصر روم نے ظاہر کر دیا کہ میں نہ اپنی طرف سے بلکہ دلائل کے
زور سے موحّد فرقہ کی طرف کھینچا گیا۔ اور قبل اسکے جو اس مجلس سے اُٹھے۔ توحید کا
مذہب اختیار کر لیا۔ اور ان موحّد عیسائیوں میں سے ہوگیا۔ جنکا ذکر قرآن شریف میں بھی
ہے۔ اور بیٹا اور خدا کہنے سے دستبردار ہوگیا۔ اور پھر تیسرے قیصر تک ہر ایک وارث
تختِ روم موحّد ہوتا رہا۔ اِس سے پتہ لگتا ہے کہ ایسے مذہبی جلسے پہلے عیسائی بادشاہوں
کا دستور تھا۔ اور بڑی بڑی تبدیلیاں ان سے ہوتی تھیں۔ ان واقعات پر نظر ڈالنے سے
نہایت آرزو سے دِل چاہتا ہے کہ ہماری قیصرہ ہند دام اقبالہا بھی قیصر روم کی طرح
ایسا مذہبی جلسہ پایۂ تخت میں انعقاد فرمادیں کہ یہ رُوحانی طور پر ایک یادگار رہے گی۔
مگر یہ جلسہ قیصر روم کی نسبت زیادہ توسیع کے ساتھ ہونا چاہیئے۔ کیونکہ ہماری ملکہ معظمہ
بھی اس قیصر کی نسبت زیادہ وسعت اقبال رکھتی ہیں۔ اور اِس التماس کا ایک یہ بھی
سبب ہے کہ جب سے کہ اِس ملک کے لوگوں نے امریکہ کے جلسہ مذاہب سے اطلاع
پائی ہے۔ طبعًا دِلوں میں یہ جوش پیدا ہوگیا ہے کہ ہماری ملکہ معظمہ بھی خاص لنڈن میں ایسا
جلسہ منعقد فرمائیں۔ تاکہ اِس تقریب سے اِس ملک کی خیر خواہ رعایا اور انکے رئیسوں اور
عالموں کے گروہ خاص لندن پایۂ تخت میں شرف لقاءِ حضور حاصل کر سکیں۔ اور اس تقریب سے
ملکہ معظمہ کی بھی اپنے برٹش انڈیا کی وفادار رعایا کے ہزارہا چہروں پر یکدفعہ نظر پڑ سکے۔ اور
چند ہفتہ تک لندن کے کوچوں اور گلیوں میں ہندوستان کے معزز باشندے سیر کرتے ہوئے
نظر آئیں۔ ہاں یہ ضروری ہوگا کہ اِس جلسہ مذاہب میں ہر ایک شخص اپنے مذہب کی خوبیاں
بیان کرے۔ دُوسروں سے کچھ تعلق نہ رکھے۔ اگر ایسا ہوُا تو یہ جلسہ بھی ہماری ملکہ معظمہ کی
طرف سے ہمیشہ کیلئے ایک رُوحانی یادگار ہوگا۔ اور انگلستان جسکے کانوں تک بڑی خیانتوں

ص۲۷

کے ساتھ اسلامی واقعات پہنچائے گئے ہیں۔ایک سچے نقشہ پر اطلاع پا جائیگا۔ بلکہ انگلستان کے لوگ ہر ایک مذہب کی سچی فلاسفی سے مطلع ہو جائیں گے۔ یہ بات بھروسہ کرنے کے لائق نہیں ہے کہ پادریوں کے ذریعہ سے ہندوستان کے مذاہب کی حقیقت انگلستان کو پہنچتی رہتی ہے۔ کیونکہ پادریوں کی کتابیں جن میں وہ دوسرے مذاہب کا ذکر کرتے ہیں۔اُس کثیف نالی کی طرح ہیں۔جس کا پانی بہت سی میل کچیل اور خس و خاشاک ساتھ رکھتا ہے۔ پادری صاحبان سچائی کی حقیقت کو کھولنا نہیں چاہتے بلکہ چھپانا چاہتے ہیں۔اور انکی تحریروں میں تعصب کی ایسی رنگ آمیزی ہے۔ جسکی وجہ سے انگلستان تک مذاہب کی اصل حقیقت پہنچنا مشکل بلکہ محال ہے۔ اگر ان میں نیک نیتی ہوتی۔ تو وہ قرآن پر ایسے اعتراض نہ کرتے۔ جو موسیٰ کی توریت پر بھی ہو سکتے ہیں۔ اگر ان کو خدا کا خوف ہوتا۔ تو وہ ان کتابوں کو اعتراض کے وقت تمسک بہانہ ٹھہراتے۔ جو مسلمانوں کے نزدیک غیر مسلّم اور یقینی سچائیوں سے خالی ہیں۔ اسلئے انصاف یہی حکم دیتا ہے کہ اگر سارا یورپ فرشتہ سیرت بھی ہو۔ مگر پادری اس سے مستثنیٰ ہیں۔ یورپ کے عیسائی جو اسلام کو نفرت اور حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔اس کا یہی سبب ہے کہ قدیم سے یہی پادری صاحبان خلاف واقعہ قصوں کو پیش کر کے تحقیق کا سبق انکو دیتے چلے آئے ہیں۔ ہاں میں قبول کرتا ہوں کہ بعض نادان مسلمانوں کا چال چلن اچھا نہیں۔ اور نادانی کی عادات اُن میں موجود ہیں۔ جیساکہ بعض وحشی مسلمان ظالمانہ خونریزیوں کا نام جہاد رکھتے ہیں۔اور انہیں خبر نہیں کہ رعیت کا عادل بادشاہ کے ساتھ مقابلہ کرنا اس کا نام بغاوت ہے نہ کہ جہاد۔ اور عہد توڑنا اور نیکی کی جگہ بدی کرنا اور بے گناہوں کو مارنا اِس حرکت کا مرتکب ظالم کہلاتا ہے نہ غازی۔

سو یہ خیالات پادریوں کی بدفہمی سے پیدا ہوئے ہیں۔ خدا کی کتاب میں اس کا نشان نہیں۔ خدا کا کلام ظالمانہ تلوار اُٹھانے والوں کے لئے تلوار کی سزا بیان فرماتا ہے نہ کہ امن قائم کرنے والوں رعیت پرور اور ہر ایک قوم کو آزادی کے حقوق دینے والوں

۲۸

کی نسبت سرکشی کی تعلیم کرتا ہے۔ خدا کی کلام کو بدنام کرنا یہ بد دیانتی ہے۔ لہذا انسانوں کی بھلائی کے لئے یہ بات نہایت قرین مصلحت ہے کہ جناب قیصرہ ہند کی طرف سے اصلیت مذاہب شائع کرنے کے لئے جلسہ مذاہب ہو۔

یہ بھی عرض کر دینے کے لائق ہے کہ اسلامی تعلیم کے رُو سے دین اسلام کے حصے صرف دو ہیں۔ یا یُوں کہہ سکتے ہیں کہ یہ تعلیم دو بڑے مقاصد پر مشتمل ہے۔ اوّل ایک خُدا کو جاننا۔ جیسا کہ وُہ فی الواقعہ موجود ہے۔ اور اس سے محبت کرنا اور اسکی سچی اطاعت میں اپنے وجود کو لگانا۔ جیسا کہ شرط اطاعت و محبت ہے۔ دُوسرا مقصد یہ ہے کہ اس کے بندوں کی خدمت اور ہمدردی میں اپنے تمام قویٰ کو خرچ کرنا اور بادشاہ سے لیکر ادنیٰ انسان تک جو احسان کرنیوالا ہو۔ شکر گزاری اور احسان کے ساتھ معاوضہ کرنا۔ اِسی لئے ایک سچا مسلمان جو اپنے دین سے واقعی خبر رکھتا ہو۔ اِس گورنمنٹ کی نسبت جس کی ظلِ عاطفت کے نیچے امن کے ساتھ زندگی بسر کرتا ہے۔ ہمیشہ اخلاص اور اطاعت کا خیال رکھتا ہے اور مذہب کا اختلاف اس کو سچی اطاعت اور فرمانبرداری سے نہیں روکتا۔ لیکن پادریوں نے اِس مقام میں بھی بڑا دھوکہ کھایا ہے۔ اور ایسا سمجھ لیا ہے کہ گویا اسلام ایک ایسا مذہب ہے جس کا پابند دُوسری قوموں کا بدخواہ اور بداندیش بلکہ اُنکے خُون کا پیاسا ہوتا ہے۔ ہاں یہ قبول کر سکتے ہیں کہ بعض مُسلمانوں کی عملی حالتیں اچھی نہیں ہیں۔ اور جیسا کہ ہر ایک مذہب کے بعض لوگ غلط خیالات میں مبتلا ہو کر نالائق حرکات کے مُرتکب ہو جاتے ہیں۔ اِسی قماش کے بعض مسلمان بھی پائے جاتے ہیں مگر جیسا کہ مَیں نے ابھی بیان کیا ہے۔ یہ خدا کی تعلیم کا قصور نہیں ہے۔ بلکہ ان لوگوں کی سمجھ کا قصور ہے۔ جو خُدا کی کلام میں تدبر نہیں کرتے۔ اور اپنے نفس کے جذبات کے تابع رہتے ہیں۔ خاص کر جہاد کا مسئلہ جو بڑے نازک شرائط سے وابستہ تھا۔ بعض نادانوں اور کم عقلوں نے ایسا اُلٹا سمجھ لیا ہے کہ اسلامی تعلیم سے بہت ہی دُور جا پڑے

ص۲۹

ہیں۔ اسلام ہمیں ہرگز یہ نہیں سکھلاتا کہ ہم ایک غیر قوم اور غیر مذہب والے بادشاہ کی رعایا ہوکر اور اُسکے زیر سایہ ہر ایک دشمن سے امن میں رہ کر پھر اُسی کی نسبت بداندیشی اور بغاوت کا خیال دِل میں لاویں۔ بلکہ وُہ ہمیں یہ تعلیم دیتا ہے کہ اگر تم اس بادشاہ کا شکر نہ کرو۔ جس کے زیر سایہ تم امن میں رہتے ہو۔ تو پھر تم نے خدا کا شکر بھی نہیں کیا۔ اسلام کی تعلیم نہایت پُر حکمت تعلیم ہے۔ اور وُہ اُسی نیکی کو حقیقی نیکی قرار دیتا ہے۔ جو اپنے موقعہ پر چسپاں ہو۔ وہ صرف رحم کو پسند نہیں کرتا۔ جب تک انصاف اس کے ساتھ نہ ہو۔ اور صرف انصاف کو پسند نہیں کرتا۔ جب تک اس کا ضروری نتیجہ رحم نہ ہو۔ اِس میں کچھ شک نہیں کہ قرآن نے ان باریک پہلوؤں کا لحاظ کیا ہے۔ جو انجیل نے نہیں کیا۔ انجیل کی تعلیم ہے کہ ایک گال پر طمانچہ کھاکر دُوسری بھی پھیر دی جائے۔ مگر قرآن کہتا ہے۔ جزاءُ سیئۃٍ سیئۃٌ مثلہا فمن عفا و اصلح فاجرہ علی اللہ[1]۔ یعنی اصُول انصاف یہی ہے کہ جس کو دُکھ پہنچایا گیا ہے۔ وُہ اُسی قدر دُکھ پہنچانے کا حق رکھتا ہے۔ لیکن اگر کوئی معاف کردے اور معاف کرنا بے محل نہ ہو۔ بلکہ اس سے کوئی اصلاح پیدا ہوتی ہو۔ تو ایسا شخص خُدا سے اجر پائیگا۔ ایسا ہی انجیل کہتی ہے کہ کسی نامحرم کیطرف شہوت سے مت دیکھ۔ مگر قرآن کہتا ہے کہ نامحرم کیطرف ہرگز نہ دیکھ نہ شہوت سے اور نہ غیر شہوت سے۔ کیونکہ پاک دِل رہنے کیلئے اِس سے عمدہ تر کوئی ذریعہ نہیں ہے۔

اِسی طرح قرآن عمیق حکمتوں سے پُر ہے۔ اور ہر ایک تعلیم میں انجیل کی نسبت حقیقی نیکی کے سکھلانے کیلئے آگے قدم رکھتا ہے۔ بالخصوص سچے اور غیر متغیر خدا کے دیکھنے کا چراغ تو قرآن ہی کے ہاتھ میں ہے۔ اگر وہ دُنیا میں نہ آیا ہوتا۔ تو خدا جانے دُنیا میں مخلوق پرستی کا عدد کس نمبر تک پہنچ جاتا۔ سو شکر کا مقام ہے کہ خدا کی وحدانیت جو زمین سے گم ہوگئی تھی۔ دوبارہ قائم ہوگئی۔

[1] الشوریٰ : ۴۱

اور پھر دُوسرا شکر یہ ہے کہ وُہ خدا جو کبھی اپنے وجود کو بے دلیل نہیں چھوڑتا۔ وُہ جیسا کہ تمام نبیوں پر ظاہر ہوُا۔ اور ابتداء سے زمین کو تاریکی میں پاکر روشن کرتا آیا ہے اُس نے اس زمانہ کو بھی اپنے فیض سے محروم نہیں رکھا۔ بلکہ جب دُنیا کو آسمانی روشنی سے دُور پایا۔ تب اُس نے چاہا کہ زمین کی سطح کو ایک نئی معرفت سے مُنوّر کرے۔ اور نئے نشان دکھائے۔ اور زمین کو رُوشن کرے۔

سو اُس نے مجھے بھیجا

اور مَیں اُس کا شکر کرتا ہوں کہ اُس نے مجھے ایک ایسی گورنمنٹ کے سایۂ رحمت کے نیچے جگہ دی۔ جس کے زیر سایہ مَیں بڑی آزادی سے اپنا کام نصیحت اور وعظ کا ادا کر رہا ہوں۔ اگرچہ اِس محسن گورنمنٹ کا ہر ایک پر رعایا میں سے شکر واجب ہے۔ مگر مَیں خیال کرتا ہوں۔ کہ مجھ پر سب سے زیادہ واجب ہے۔ کیونکہ یہ میرے اعلیٰ مقاصد جو جناب قیصرہ ہند

۲۲ کی حکومت کے سایہ کے نیچے انجام پذیر ہو رہے ہیں۔ ہرگز ممکن نہ تھا۔ کہ وہ کسی اور گورنمنٹ کے زیر سایہ انجام پذیر ہو سکتے۔ اگرچہ وہ کوئی اسلامی گورنمنٹ ہی ہوتی۔

اَب مَیں حضور ملکہ معظمہ میں زیادہ مصدع اوقات ہونا نہیں چاہتا۔ اور اِس دُعا پر یہ عریضہ ختم کرتا ہوں۔ کہ

اے قادر و کریم اپنے فضل و کرم سے ہماری ملکہ معظمہ کو خوش رکھ جیساکہ ہم اس کے سایۂ عاطفت کے نیچے خوش ہیں۔ اور اس سے نیکی کر جیساکہ ہم اس کی نیکیوں اور احسانوں کے نیچے زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اور ان معروضات پر کریمانہ توجہ کرنے کے لئے اس کے دِل میں آپ الہام کر کہ ہر ایک قدرت اور طاقت تجھی کو ہے۔

آمین ثم آمین

الملتمس

خاکسار: مرزا غلام احمدؐ از قادیان

ضلع گورداسپورہ پنجاب

پبلشر مہتمم نشر و اشاعت قادیان

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ

جلسۂ احباب

بر تقریب جشن جوبلی بغرض دُعا و شکر گذاری جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند دام ظلّہا

ہم بڑی خوشی سے اِس بات کو ظاہر کرتے ہیں کہ جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند دام ظلّہا کے جشن جوبلی کی خوشی اور شکریہ کے ادا کرنے کے لئے میری جماعت کے اکثر احباب دُور دُور کی مسافت قطع کرکے ۱۹ ؍جون ۱۸۹۷ء کو ہی قادیان تشریف لائے۔ اور یہ سب ۲۲۵ آدمی تھے۔ اور اِس جگہ کے ہمارے مُرید اور مخلص بھی اُن کے ساتھ شامل ہوئے۔ جن سے ایک گروہ کثیر ہوگیا۔ اور وہ سب ۲۰ ؍جون ۱۸۹۷ء کو اس مُبارک تقریب میں باہم ملکر دُعا اور شکر باری تعالیٰ میں مصروف ہوئے۔ اور جیسا کہ اشتہار وائس پریزیڈنٹ جنرل کمیٹی اہلِ اسلام ہند جناب خانصاحب محمد حیات خان صاحب سی ایس آئی میں اِس بارے میں ہدایتیں تھیں۔ بفضلہ تعالیٰ اُسی کے موافق سب مراسم خوشی عمدہ طور پر ظہور میں آئیں۔ چنانچہ ۲۰ ؍جون ۱۸۹۷ء کو ہماری طرف سے مبارکباد کی تار برقی بحضور وائسرائے گورنر جنرل کشور ہند بمقام شملہ روانہ کی گئی۔ اور اُسی روز سے ۲۲ ؍جون ۱۸۹۷ء تک غریبوں اور درویشوں کو برابر کھانا دیا گیا۔ مگر ۲۱ ؍جون ۱۸۹۷ء کو اِس خوشی کے اظہار کے لئے

ایک بڑی دعوت کا سامان ہؤا۔ اور اِس قصبہ کے غربا اور درویش دعوت کے لئے بُلائے گئے۔ اور جیساکہ شادیوں کے موقع پر کھانے پکائے جاتے ہیں۔ ایسا ہی بڑے تکلّف سے کھانے طیّار ہوئے۔ اور تمام حاضرین کو کِھلائے گئے۔ اُس روز تین سو سے زیادہ آدمی تھے جو دعوت میں شریک ہوئے۔ پھر ۲۲۔ جون کی رات کو چراغاں ہوئی اور کوچوں اور گلیوں اور مسجدوں اور گھروں میں شام ہوتے ہی نظرگاہ عام پر چراغ روشن کرائے گئے۔ اور غریبوں کو اپنے پاس سے تیل دیا گیا۔ اور علاوہ اس کے اظہار مسرّت کے لئے عام دعوت میں لوگوں کو شامل کیا گیا۔

غرض یہ مبارک جلسہ تمام احباب کا جنہوں نے بڑی خوشی سے باہم چندہ کر کے اِس کا اہتمام کیا۔ ۲۰۔ جون ۱۸۹۷ء سے شروع ہؤا۔ اور ۲۲۔ جون ۱۸۹۷ء کی شام تک بڑی دھوم دھام سے اِس کا اہتمام رہا۔ چنانچہ پہلے روز میں تمام جماعت نے جو ہمارے مُریدوں کی جماعت ہے جن کے ذیل میں نام درج ہونگے بڑے صدق دِل سے حضور قیصرہ اور خاندان شاہی اور برٹش گورنمنٹ کے حق میں اقبال اور شمول فضل الٰہی کی دُعائیں کیں۔ اور پھر جیساکہ بیان کیا گیا۔ وقتاً فوقتاً تمام مراسم ادا کئے گئے۔ اور خدا تعالیٰ کا شکر ہے۔ کہ ہماری جماعت نے جس میں معزز ملازم سرکاری بھی شامل تھے۔ ایسے صدق دل اور محبّت اور پُوری ارادت اور پورے شوق اور انبساط سے دُعائیں کیں اور شکر گزاری ظاہر کی۔ اور اہتمام غُربا کی دعوت میں چندے دیئے اور ایک رقم کثیر باہمی چندہ سے جمع کر کے بڑی سرگرمی اور مستعدی اور دِلی خوشی سے تمام تجاویز جنرل کیٹی کو انجام تک پہنچایا۔ کہ اُس سے بڑھ کر خیال میں نہیں آ سکتا۔

اور وہ تقریر جو دُعا اور شکر گذاری جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند میں سُنائی گئی۔ جس پر لوگوں نے بڑی خوشی سے آمین کے نعرے مارے وہ چھ زبانوں میں بیان کی گئی۔ تا ہمارے پنجاب کے ملک میں جس قدر مُسلمان

کسی زبان میں دسترس رکھتے ہیں اُن تمام زبانوں سے شکر ادا ہو۔ ان میں سے ایک اُردو میں تقریر تھی۔ جو شکر اور دُعا پر مشتمل تھی۔ جو عام جلسہ میں سُنائی گئی۔ اور پھر عربی اور فارسی اور انگریزی اور پنجابی اور پشتو میں تقریریں قلمبند ہوکر پڑھی گئیں۔ اُردو میں اسلئے کہ وہ عدالت کی بولی اور شاہی تجویز کے موافق دفتروں میں رواج یافتہ ہے۔ اور عربی میں اسلئے کہ وہ خدا کی بولی ہے۔ جس سے دُنیا کی تمام زبانیں نکلیں اور جو اُمّ الالسنہ اور دُنیا کی تمام زبانوں کی ماں ہے۔ جسمیں خدا کی آخری کتاب قرآن شریف خلقت کی ہدایت کیلئے آیا۔ اور فارسی میں اسلئے کہ وہ گذشتہ اسلامی بادشاہوں کی یادگار ہے۔ جنہوں نے اس ملک میں قریباً سات سو برس تک فرمان روائی کی۔ اور انگریزی میں اسلئے کہ وہ ہماری جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند اور اُسکے معزز ارکان کی زبان ہے جس کے عدل اور احسان کے ہم شکر گذار ہیں۔ اور پنجابی میں اسلئے کہ وہ ہماری مادری زبان ہے جس میں شکر کرنا واجب ہے۔ اور پشتو میں اسلئے کہ وہ ہماری زبان اور فارسی زبان میں ایک برزخ اور سرحدی اقبال کا نشان ہے۔

اسی تقریب پر ایک کتاب شکر گذاری جناب قیصرہ ہند کے لئے تالیف کرکے اور چھاپ کر اُس کا نام تحفہ قیصریہ رکھا گیا۔ اور چند جلدیں اس کی نہایت خوبصورت مجلد کرا کے ان میں سے ایک حضرت قیصرہ ہند کے حضور میں بھیجنے کیلئے بخدمت صاحب ڈپٹی کمشنر بھیجی گئی اور ایک کتاب بحضور وائسرائے گورنر جنرل کشور ہند روانہ ہوئی اور ایک بحضور جناب نواب لفٹنٹ گورنر پنجاب بھیجدی گئی۔ اب وہ دُعائیں جو چھ زبانوں میں کی گئیں۔ ذیل میں لکھی جاتی ہیں۔ اور بعد اسکے اُن تمام دوستوں کے نام درج کئے جائیں گے جو تکالیف سفر اُٹھا کر اس جلسہ کیلئے قادیان میں تشریف لائے اور اس سخت گرمی میں اس خوشی کے جوش میں مشقتیں اٹھائیں۔ یہانتک کہ بباعث ایک گروہ کثیر جمع ہونے کے اس قدر چار پائیاں نہ مل سکیں۔ تو بڑی

خوشی سے تین دن تک اکثر احباب زمین پر سوتے رہے۔ جس اخلاص اور محبت اور صدق دل کے ساتھ میری جماعت کے معزز اصحاب نے اِس خوشی کی رسم کو ادا کیا میرے پاس وہ الفاظ نہیں کہ مَیں بیان کر سکوں۔

مَیں اپنے پہلے بیان میں یہ ذکر بھول گیا تھا کہ اِس تقریب جلسہ میں ۲۲ ؍جون ۱۸۹۷ء کو ہماری جماعت کے چار مولوی صاحبان نے اُٹھکر عام لوگوں کو جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کی اطاعت اور سچّی وفاداری کی ترغیب دی۔ چنانچہ پہلے اخویم مولوی عبدالکریم صاحب نے اُٹھکر اِس بارے میں بہت تقریر کی۔ پھر اخویم حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب بھیروی نے تقریر کی۔ اور پھر بعد انکے اخویم مولوی بُرہان الدین صاحب جہلمی اُٹھے اور انہوں نے پنجابی میں تقریر کر کے عام لوگوں کو اطاعت ملکہ معظمہ کیلئے بہت ترغیب دی۔ بعد ان کے مولوی جمال الدین صاحب سیّد والہ ضلع منٹگمری نے اُٹھکر پنجابی میں تقریر کی۔ مگر اُنھوں نے اِس بات پر زور دیا کہ حضرت مسیح علیہ السّلام جنکو نادان مُسلمان ابتک خونریزی کی صُورت میں انتظار کر رہے ہیں وہ درحقیقت فوت ہو گئے ہیں۔ یعنی ایسے خیال کہ کسی وقت مہدی اور مسیح کے آنے سے مُسلمان خُونریزیاں کرینگے صحیح نہیں ہے اور عام لوگوں کو نیک بختی اور نیک چلنی کی ترغیب دی گئی۔ اور اِس مبارک موقعہ پر ساٹھ ستّر آدمیوں نے ہر ایک گناہ اور بدچلنی سے رو رو کر توبہ کی۔ یہانتک کہ انکی گریہ و زاری سے مسجد گونج رہی تھی۔

اب ذیل میں وہ دُعائیں چھ۶ زبانوں میں درج کی جاتی ہیں:۔

الراقم میرزا غلام احمدؐ قادیانی ۲۲؍جون ۱۸۹۷ء

دُعا اور آمین اُردو زبان میں

اے مخلصان باصدق و صفا و محبّان بے ریا جس امر کے لئے آپ سب صاحبان تکلیف فرما ہو کر اِس عاجز کے پاس قادیان میں پہنچے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ ہم جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کے احسانات کو یاد کر کے ان کی سلطنت

درازِ شصت سالہ کے پُوری ہونے پر اُس خدائے عزّ وجل کا شکر کریں۔ جس نے محض لطف و احسان سے ایک لمبے زمانہ تک ایسی ملکہ محسنہ کے زیر سایہ ہمیں ہر ایک طرح کے امن سے رکھا۔ جس سے ہماری جان و مال و آبرو جابروں اور ظالموں کے حملہ سے امن میں رہی۔ اور ہم تمام تر آزادی سے خوشی اور راحت کے ساتھ زندگی بسر کرتے رہے۔ اور نیز اِس وقت ہمیں بغرض ادائے فرض شکر گذاری جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کے لئے جناب الٰہی میں دُعا کرنی چاہیئے۔ کہ جس طرح ہم نے ان کی سلطنت میں امن پایا اور اُن کے زیر سایہ رہ کر ہر ایک شریر کی شرارت سے محفوظ رہے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ جناب ممدوحہ کو بھی جزاء خیر بخشے۔ اور ان کو ہر ایک بلا اور صدمہ سے محفوظ رکھے۔ اور اقبال اور کامیابی میں ترقیات عطا فرمائے۔ اور ان سب مُرادوں اور اقبالوں اور خوشیوں کے ساتھ ایسا فضل کرے۔ کہ انسان پرستی سے اُن کے دِل کو چھوڑا دیوے۔ اے دوستو! کیا تم خدا کی قدرت سے تعجب کرتے ہو۔ اور کیا تم اِس بات کو بعید سمجھتے ہو کہ ہماری ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کے دین اور دُنیا دونوں پر خُدا کا فضل ہو جائے۔ اے عزیزو! اُس ذات قادر مطلق کی عظمتوں پر کامل ایمان لاؤ۔ جس نے وسیع آسمانوں کو بنایا۔ اور زمین کو ہمارے لئے بچھایا۔ اور دو چمکتے ہوئے چراغ ہمارے آگے رکھدیئے جو آفتاب اور ماہتاب ہے۔ سو سچے دِل سے حضرت احدیّت میں اپنی محسنہ ملکہ قیصرہ ہند کے دین اور دُنیا دونوں کے لئے دُعا کرو۔ مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جب تم سچے دِل سے اور رُوح کے جوش کے ساتھ اور پُوری اُمید کے ساتھ دُعا کرو گے۔ تو خدا تمہاری سُنے گا۔ سو ہم دُعا کرتے ہیں اور تم آمین کہو۔ کہ اَے قادر توانا جس نے اپنی حکمت اور مصلحت سے اِس محسنہ ملکہ کے زیر سایہ ایک لمبا حصّہ ہماری زندگی کا بسر کرایا۔ اور اُس کے ذریعہ سے ہمیں صدہا آفتوں سے بچایا اس کو بھی آفتوں سے بچا۔ کہ تو ہر چیز پر قادر ہے۔ اَے قادر توانا! جیسا کہ ہم اِس کے زیر سایہ رہ کر کئی صدموں سے

بچائے گئے۔ اس کو بھی صدمات سے بچا۔ کہ سچی بادشاہی اور قدرت اور حکومت تیری ہی ہے۔ اَے قادر توانا ہم تیری بے انتہا قدرت پر نظر کر کے ایک اور دُعا کے لئے تیری جناب میں جرأت کرتے ہیں کہ ہماری محسنہ قیصرہ ہند کو مخلوق پرستی کی تاریکی سے چھوڑا کر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پر اُس کا خاتمہ کر۔ اَے عجیب قدرتوں والے! اَے عمیق تصرّفوں والے! ایسا ہی کر۔ یاالٰہی یہ تمام دُعائیں قبول فرما۔ تمام جماعت کہے کہ آمین۔ اے دوستو۔ اے پیارو خدا کی جناب بڑی قدرتوں والی جناب ہے۔ دُعا کے وقت اُس سے نومید مت ہو۔ کیونکہ اُس ذات میں بے انتہا قدرتیں ہیں اور مخلوق کے ظاہر اور باطن پر اُسکے عجیب تصرّف ہیں۔ سو تم نہ منافقوں کی طرح بلکہ سچے دِل سے یہ دُعائیں کرو۔ کیا تم سمجھتے کہ بادشاہوں کے دِل خدا کے تصرّف سے باہر ہیں؟ نہیں بلکہ ہر ایک امر اُسکے ارادہ کے تابع اور اُسکے ہاتھ کے نیچے ہے۔ سو تم اپنی محسنہ قیصرہ ہند کیلئے سچے دِل سے دُنیا کے آرام بھی چاہو۔ اور عاقبت کے آرام بھی۔ اگر وفادار ہو تو راتوں کو اُٹھکر دُعائیں کرو۔ اور صبح کو اُٹھکر دُعائیں کرو۔ اور جو لوگ اِس بات کے مخالف ہوں اُنکی پرواہ نہ کرو۔ چاہیئے کہ ہر ایک بات تمہاری صدق اور صفائی سے ہو۔ اور کسی بات میں نفاق کی آمیزش نہ ہو۔ تقویٰ اور راستبازی اختیار کرو۔ اور بھلائی کرنے والوں سے سچے دِل سے بھلائی چاہو۔ تا تمہیں خدا بدلہ دے۔ کیونکہ انسان کو ہر ایک نیکی کے کام کا نیک بدلہ ملے گا۔ اب زیادہ الفاظ جمع کرنے کی ضرورت نہیں۔ یہی دُعا ہے کہ خُدا ہماری یہ دُعائیں سُنے۔ والسّلام۔

الدعاءُ والتّامین فی العربیّة

ایّها الاحبّاء المخلصون۔ والاصدقاء المسترشدون۔ جزاکم اللّٰه خیر الجزاء وحفظکم فی الکونین من البلاء۔ انکم قاسیتم متاعب السّفر وشوائبه۔ وذقتم شدائد الحرّ ونوائبه۔ وجئتمونی مُدلجین

مُدلجین مُکابدین۔لِتشکروا اللّٰہ فی مکانی ھٰذا مجتمعین۔ و تکثروا الدعاء لقیصرۃ الھند شاکرین ذاکرین۔ وتدعون دعوۃ المخلصین۔ یا عباد اللّٰہ لا تعجبوا لدعواتنا وشکرنا فی تقریب الجوبلی۔ وتعلمون ما قال سیّدنا امام کل نبیّ و ولی۔ و خاتم النبیّین۔ انہ مَنْ لم یشکر الناس فما شکر اللّٰہ و اللّٰہ یحب المحسنین۔ ثمّ تعلمون انّ اموالنا۔ و اعراضنا و دماءنا قد حفظتھا العنایۃ الالٰھیّۃ۔ بھٰذہ الملکۃ المعظمۃ۔ وجعلھا اللّٰہ موّیدۃ لنا فی المھمات الدنیویّۃ و الدینیّۃ۔ فالشکر واجب علیٰ ما فعل ربّنا ذوالجلال والعزۃ ومن اعرض فقد کفر بالنعم الرحمانیۃ۔ و اللّٰہ یحب الشاکرین۔ ایّھا الناس ھٰذا یوم یجب فیہ اظھار الشکر و المسرّۃ مع الدّعاء باخلاص النیّۃ۔ فاردنا ان نقبلہ بمراسم التھانی و التبریک و التھنیۃ۔ و رفع الکفّ الابتھال و الضراعۃ۔ و تذلّل یلیق بحضرۃ الاحدیۃ۔ و انارۃ الماذن و المساجد و السکک و البیوت بالمصابیح و الشھب النورانیّۃ۔ و انما الاعمال بالنیّات المخفیۃ مِن اعین العامۃ۔ و اللّٰہ یری ما فی قلوب العالمین۔ یا عباد اللّٰہ الرحمان۔ ھل جزاء الاحسان الّا الاحسان۔ فلا تظنوا ظنّ السوء مستعجلین والاٰن ادعو للقیصرۃ بخلوص النیّۃ۔ فامّنو علیٰ دعائیٔ یامعشر الاحبّۃ۔ و اتقوا اللّٰہ ولا تنسوا منّ اللّٰہ ومنّ عبادہ مِن الخواص و العامۃ۔ ولا تعثوا مفسدین۔

یا ربّ اَحْسِنْ الیٰ ھٰذہ الملکۃ۔ کما احسنت الینا بانواع العطیّۃ۔ و احفظھا مِن شرّ الظالمین۔ یاربّ شیّد واعضد دعائم سریرھا۔ و اجعلھا فائزۃ فی مھمّاتھا۔ و صُنھا من نوائب الدنیا و آفاتھا۔ و بارک فی عمرھا و حیاتھا

یا ارحم الراحمین۔ یا ربّ ادخل الایمان فی جذر قلبها و نجّها و ذراریها مِن ان یعبدوا المسیح ویکونوا من المشرکین۔ یا ربّ لا تتوفها الّا بعد ان تکون من المسلمین۔ یا ربّ انا ندعو لها بالسنة صادقة۔ وقلوب ملئت اخلاصا وحسن طویّة فاستجب یا أحکم الحاکمین۔

اجد الانام ببهجة مستکثرة | عید اتیٰ او جوبلی القیصرة
نشر التهانی فی المحافل کلها | فاری الوجوه تهللت مستبشرة
انّی اراها نعمةً من ربّنا | فالشکر حق واجب لا بریرة
لاشك ان سرورنا من شکرها | خیر فمن یعمله اخلاصًا یَرہ
أمَرَ النبیُّ لشکر رجل محُسِن | قُتل الحنود المعتدی ما اکفرہ

دُعا و آمین در زبانِ فارسی

اے گروہ دوستان و جماعت مُخلصان خُدا شمارا جزاء خیر دہد شما تکالیف گرمی موسم وصعوبت سفر برداشتہ نزدِ من در قادیان بدیں غرض رسیدہ اید کہ تا بتقریب جشن جوبلی باجتماع اخوان خود شکر خدائے عزّ وجل بجا آرید و برائے خیر دُنیا و دین ملکہ معظمہ قیصرہ ہند دُعاہا کنید۔ می دانم کہ موجب ایں تکالیف و آنچہ برائے انعقاد ایں جلسہ باہم چندہ فراہم کردہ رسوم جلسہ بجا آوردہ اید باعث ایں ہمہ بجز اخلاص و محبّت چیزے دیگر نبودہ۔ پس دُعا میکنم کہ خدا تعالےٰ شما را پاداش ایں تکالیف دہد کہ محض برائے حصولِ مرضات او کشیدہ اید۔ اے دوستان میدانید کہ ما در عہد سعادت مہد قیصرہ ہند چہ آرامہا دیدیم و می بینیم و چہ قدر زندگی خود در امن و عافیت گذرانیدہ ایم و می گذرانیم۔ پس شرط انصاف ایں است کہ ما برائے ایں ملکہ مبارکہ از تہ دِل دُعا کنیم چراکہ ہرکہ شکر مردم محسن نکند شکر خُدا بجا نیاوردہ است۔ پس ایں دُعاہا میکنم شما آمین بگوئید۔ اے قادر توانا بدیں ملکہ تو نیکی کُن چنانکہ او بما کرد۔ و

از شر ظالمان او را محفوظ دار- اے قادر توانا ستونہائے سریر او بلند کُن و در مہمات خود او را فائز گرداں و از حوادث دُنیا و دین او را نگہ دار - و در عمر و زندگی او برکت بخش- اے قادر توانا اسلام در دلِ او داخل کُن و او را و اولادِ او را از پرستش مسیح کہ بندہ عاجز است نجات دِہ و از مشرکان او را بیرون آر کہ ہمہ قُدرت تو داری- اے قادر توانا او را تا آں وقت وفات مدہ کہ بر راہِ راست اسلام ثابت قدم بودہ باشد- اے رب جلیل دُعاہائے ما قبول کُن آمین-

دُعا نور آمین پو پشتو ژبه کے

اَیْ دِمَا بُلْ دِخُدای دوسنُونَ خُدا تاسِتَه دِخَیْر جزا وَرکے تاسه خَلق تَکلیفُونَ پَخپُلْ زانْ بانْدِ آخِشتیْ دَهْ دِمَا خَحْنَهْ پوْ قَادِ یَانْ لِپَارَهْ دِدِ غرَضْ راغِلےْ وُه کِه دِمَلِکَهْ مُعظَمَه اِشپےْ تےْ کالْ جَشن اِشتاسو اوْرُوْ رُوْنَ سَرَهْ دِ ئے خُدائے عزّ وَ جلّ شُکر اَدا وُکروْ اَوْر دِے مَلِکَهْ مُعظَمه قیصرہ هِنْد دُنیائی خَیْر لِپَارَهْ دُعَا وُکوْ زِپوْئے گُم کِه دِدِ تکلیفونَ سَبَبْ خِه جَلسَهْ دِپَارَهْ چِنْدَه توله کَرےْ وُه بُلْ دِ جلسه رَسم بَہَم پوْرَهْ کَرئے وُه دِ اِخلَاص اَوْر دِ ئے مُحبّت سِوا بُلْ ثَئے نِدَئے- نوْر زِ دُعَا کوُمْ کِهْ خُدا اصَاحِبْ تاشتَه دِدِ تکلیفونَ اَجْر وَرکِیْ چه صِرْف دِ آغَهْ لِپَارَهْ تاسوْ آخِشتیْ دَهْ- آئے دوشنونَ پوئیگیْ چه مُنگَهْ دِ مَلِکَهْ کے پوْ زمانےمِیْن سِرِنگَهْ آرام مُنگَهْ لِیدِلےْ دَهْ اَوْر سِرِنگَهْ دِخپُلْ زِندگی سَرَهْ بَسَرْکَرئ هوْ دَهْ اَوْر بَسَرْ به اَوْکُو بیا انصَافْ دَادَهْ چه مُنگَهْ دِ مَلِکَهْ دِپَارَهْ دُعَا وُکوْ وَلِے چه هَرْچا چه دِ نیک سَرَیْ شُکر نَکِیْ آغَهْ دِخُدای شُکر سِرِنگَهْ کوْلےْ شِیْ- پَسْ زِ دُعَا کوُمْ تاسِهْ آمِیْن وُه وَائِی آئے لوئے خُدایا دِ مَلِکَهْ سَرَه نیکِیْ وُه کَهْ آغَهْ سِئے چه مُنگَهْ سَرَهْ آغَهْ کَرئے دِ یئے اَوْر دِ ظالمون دِ شَرَهْ آغَه اُوسَاتَه یالوْئے خُدایا دِ آغه دِ تخت اِشتِن ته بلند

اُوکرِهْ بُلْ دِ دِین اوڑ دِ دُنیا شرُون آغَه اُوسَاتَه اَوْر پوْ عُمرْ بُلْ پوُ آغَه
زِندگِیْ بَرَکَتْ کَرَهْ یَالوِئے خُدَایَا اِسلَامْ پوْ آغَه زِرَهْ نِنَهْ کَرَه یَالوِئے
خُدَایَا مَلِکَهْ بُلْ دِ آغَه زوئِے بُلْ دِ آغَه عَیَالْ دِئے مَسِیحِ دے
پَرَسْتِشْ چه پوْ عَاجِزْ سَرَئے دَه اوسَاتَه اَوْر دِ مُشرِکوْنَ دِگرُوهْنه اغه
اوبَاسه چه تَه قُدْرَتْ لَرَئے آئی لوئے خُدایَا تِرْ آغَه وَقْت مَلِکَهْ
مُرمُکَهْ چه مُسلمَانْ شِيْ یَالوئے خُدایَا اِمُنگ دُعَاتِه قبُول کَرَهْ۔

مہارانی قیصرہ ہند دِیاں سَاریاں مُراداں پُوریاں ہوندی پنجابی وِچ بینتی

سُنو میر یو سچے دوستو تے پکّے یارو جس گل واسطے تسیں سارے بھائی اپنے سارے کم کُہسا کے تے
کشالا کر کے میرے کول قادیان وِچ آئے او اوہ اِک بھارا متبل ایہ ئے جے اسیں سارے دربار رانی
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند دیاں احساناں تے مہربانیاں نوں یاد کر کے اوہدے سٹھ ورھیاں دے راج دے پُورا ہوندی
اپنے ربّ دے درگاہے شکر کریے تے ایسدے بے اوڑک کرم دا گاون گائیے۔ جس نے آپنیاں فضلاں تے
کرماں دے نال ایڈے لمّے زمانے تو ڑیں ساِنوں اجیہی ملکہ معظمہ دے راج دے چھاویں بھاگاں سُہاگاں
نال رکھیا۔ جس تھیں اساں غریباں مسلماناں دیاں جاناں تے پتاں تے مال ہتھیاراں تے انیائیاں
دے بنجیاں تھیں بچ گئے تے اسیں ہُن تو ڑیں من بھاؤندیاں خوشیاں تے انگنیاں چینیاں دے نال اپنی
زندگانی پُوری کردے رہے۔ تے دوجا متبل وڈّا ایہ جے ہُن اسیں اِسّو ویلے جناب ملکہ معظمہ دا شکر
پُورا کرنے واسطے سچے ربّ صاحب دی سچّی درگاہے ترلیاں تے جھیرگیاں نال دُعا کریے کہ جس طرح ایس
جگت دی رانی تے دھرمی تے لاڈ لڈیانیوالی ماتا دے راج وِچ رہ کے اساں آرام پایا تے اوسدی
بادشاہی دی ٹھنڈی تے سنگھنی چھاں وِچ ہر انرتھی دے انرتھوں بچکے مٹھیاں نیندراں سُتے
ہاں اوسے طرح دھرتی انبر دا راجا سچا ربّ ایسی ملکہ معظمہ نوں ایہناں مُنّاں دا نانِدا بدلہ دے۔
تے اوہنوں ہر اِک تھکے تھوڑے تے ساریاں دَرداں تھیں آپنا ہتھ دے کے بچا رکھے۔ تے اقبال تے
وڈیائی تے آساں امیداں دے پُورا ہوون وِچ وادھا بخشے تے ساریاں مُراداں پُوریاں کرنے

سمیت اوسنے ایسا فضل کرے تے اجیہا تڑھے جے بندہ پرستی تھیں اوسدے دِل نوں
مِٹھی نیندروں جگادے تا ایہ ماتا آپنی جاؤ وا سمیت اِک وحدہٗ لاشریک لہٗ جیوندے
جاگدے دھرتی انبر نے ایس سارے اڈنبرے سائیں دی پُوجا ول آوے۔ تے دوہاں
جگاندا سدا سرگ پاوے۔ میریو پیاریو یارو تسیں خدا دی قدرت تھیں اوپرا جاندیہو۔
بھلا تسیں ایسی گلنوں اچرج تے انہونی سمجھدے ہو جے ساڈی جگ رانی ملکہ معظمہ
دے دین تے دُنیاں تے خُدا دا فضل ہو جائے۔ او پیاریو اوس ذات سگت والدیاں
وڈیائیاں تے پُورا ایمان لیاؤ جِس نے ایڈا چوڑا تے اُچا اَسمان بنایا تے دھرتی
نوں ساڈے واسطے وچھایا تے دو چمکدے دیوے انھلے جگ چمکانوالے ساڈیاں
اکھیاں اَگے رکھے۔ اِک چندر ماہ دوجا سُورج ماہ سونہ لیاں تے ہاڑیاں تے دندیاں
لیلکنے نال ربّ صاحب سچے دی درگاہ وِچہ اپنے سَدا پُنّاں داتاں والی ملکہ معظمہ
دے دین تے دُنیاں واسطے دُعا منگو۔
مَیں سچو سچ کہناہاں جیکر تُسیں کچّیاں تے دڈّو گلّیاں نوں سنگوں ہٹا کے تے
سچّیاں تے اکوّلیاں نوں ساتھ لیکے تے پُوری امید نال ہنیجہ بنّہ کے دُعا کروگے تاں
جگّاں دا سچّا داتا تہاڈی دُعا ضرور سُنے گا۔ سو اسیں دُعا کرنے ہاں تے
تسیں آمین آکھو۔ ہے سچیا سگتاں والیا سچیا سائیاں جدتوں آپنی حکمت تے مصلحت
نال ایس دیاوان رانی دے راج دے ٹھنڈی چھاویں ساڈے جیونیدا اِک لمّا حصّہ
پُورا کیتا اِئی تے اوسدے سببّوں ہزاراں آفتاں تے بلاواں تھیں سانوں
بچایا اِئی۔ توں اوسنوں بھی آفتاں تھیں بچا جے توں ہر شئے تے سگت تے وَسّ
رکھنا ئیں۔ ہے قدرتاں والیاں جس طرح اسیں اوسدے راج وِچہ دھکیاں
دھوڑیاں تے ٹھینے ڈگنے تھیں بچائے گئے ہاں اوسنوں بھی ساریاں چنتاں
تے چھوریاں تھیں بچا جے سچّی بادشاہی تے پکّی زور آوری تے پُوری حکومت تیری
ئُیے۔ ہے جنتا نوالیا مالکا اسیں تیری بے انت قدرت تے تہاں رکھکے اِک ہور دُعا
دے واسطے تیری درگا ہے دلیری کرنے ہاں جے توُں ساڈی اَن گنت دَیاوان رانی
ملکہ معظمہ نوں بندہ پُوجنڈی اَنھیری کوٹھڑی تھیں باہر کڈھکے اُچّے تے سُنہری

تے لاٹاں مارنے والے لَا اِلٰہ اِلّا اللہ محمّد رسُول اللہ دے چبوترے تے مَوجاں مانیوالی کرکے اوستے تے اوہدا پورن کر۔ ہے اچرج زوراں والیا۔ ہے ڈوھنگیاں نگاہاں والیا۔ ہے پوریاں پہچان والیا۔ ہے بے اوڑک کاہواں والیا لینویں کر۔ ہے ربّاں دیا ربّا ایہ ساریاں دُعاواں منظور کر۔ سارے دوست آمین آکھو۔ اَے پیاریو سچّے ربدی درگاہ وَڈِی قُدرتاں تے پہنیاں والی درگاہ تُے دُعا دے ویلے اوس تھیں بے امید نہ ہووو۔ کیوں جی اوسدے دربار دے بے اوڑ سدا درتوں کسے سمے کوئی پھکھارا پھکھا تے خالی ہتھ نہیں گیا۔ تے اپنے سربت جیا جنت دے اندر باہر اوہدے اچرج کابو تے قبضے ہین۔ تسیں دوگلّیاں تے دوٗ رنگیاں تے کھوٹیاں وانگر دُعا نہ کرو۔ سگوں سچیاں چیلیاں تے سوچیاں چیریاں وانگوں اوہدے من دھن تے چیت ست تے پت واسطے دھن شاواکھو تے سَدا سوکھ منگو۔ ہین تسیں سمجھدے ہو جے سربت راجیاں دے دل اُس مہاراج سربشکتی مان سَدا دَیاوان دے کابوؤں باہر نہیں سگوں سارے کم تے انیک تے ان گنی کرتب اُسیدے اوڈاڈو ہتھ وچہ نے۔ سو تسیں اپنے ان گنت داناں والی مہارانی ملکہ معظمہ دے دُنیا تے عاقبت واسطے آنند تے آرام منگو جے تسیں وفادار ٹہلیئے تے مَن وارنیوالے چاکر ہو تاں شاہیں تے پھر راتیں پچھلیں راتیں نیندراں گنوا کے او بھڑوائی اُٹھ اُٹھ کے بینتیاں کرو تے جھڑے مُنکھ اس گلدے دوتی تے دوکھی ہون اونھاں ہتھ یار باندی پرواہ نہ کرو۔

لوڑ بدائی جے سبھو گلّاں تہاڈیاں نتریاں ہوئیاں تے سُتھریاں ہون تے کسے گل تہاڈی وچہ ملاوٹ نہ ہووے سُرت تے سچ ملّو بھلا کراں والیا ندا پھلا چاہو تاں تہانوں تہاڈا جانی جان سچّا ربّ صاحب چنگا بدلہ دیوے۔ کیوں جے ہر مُنکھ بیحیائی گنڈائی تے کیتائی پاندا ئے۔ نریاں گلّاں کُجھ پھل نہیں دیندیاں تھڑیاں تے تھڑیاں نوں پکڑ نیوالیا بھوڑیدا ویلائی۔

Almighty God! As Thy Wisdom and Providence has been pleased to put us under the rule of our blessed Empress enabling us to lead lives of piece and prosperity, we pray Thee that our ruler may in return be saved from all evils and dangers as thine is the kingdom, glory and power. Believing in Thy unlimited powers we earnestly ask Thee all powerful Lord to grant us one more prayer that our benefactoress the Empress, before leaving this world, may probe her way out of the darkness of man-worship with the light of *"La-Ilaha Illallaho – Muhammad-al Rasul-ullah,* [There is no God but Allah and Muhammad is his Prophet]. Do Almighty God as we desire, and grant us this humble prayer of ours as Thy Will alone governs all minds. Amen.

My friends! Trust in God and feel not hopeless. Do not even imagine that the minds of worldly potentates and earthly kings are beyond His control. Nay they are all sub-servants to His Holy Will. Let therefore your prayers for the welfare of your Empress in this world and the next, come from the bottom of your hearts. If you are loyal subjects remember Her Majesty in your night and morning prayers. Pay no heed to opposition. Let your words and deeds be true and free from hypocricy. Lead lives of virtue and righteousness, and pray for the good of your well-wishers, because no virtue goes unrewarded. I conclude with earnest desire that God may grant our prayer. Amen.

Dated 23.6.97

English Translation of
the prayer recited by
Mirza Ghulam Ahmad
Rais of Qadian
on the occasion of the Diamond Jubilee

My friends — The object which has brought you here is to convene a meeting of thanksgiving on the happy occasion of the Diamond Jubilee of Her Majesty's reign in remembe-rance of the manifold blessings enjoyed by us during Her Majesty's time. We offer our heartfelt thanks to God who out of His special kindness has been pleased to place us under this sovereign rule, protecting thereby our life, property and honour from the hands of tyranny and persecution and enabling us to live a life of peace and freedom. We have also to tender our thanks to our gracious Empress, and this we do by our prayers for Her Majesty's welfare. May God protect our beneficient sovereign from all evils and hardships as Her Majesty's rule has protected us from the mischief of evil doers. May our blessed ruler be graced with glory and success and be saved at the same time from the evil conse-quences of believing in the divinity of a man and his worship. My friends do not wonder at this, nor entertain any doubt as to the wonderful powers of the Almighty, because it is quite possible for him to confer His choicest blessings upon our gracious Queen in this world and the next. Hence the strong and firm belief in the omnipotence of the Supereme Being who made this spacious firmament on high and spread the earth beneath our feet illuminating them both with the sun and the moon. Let your sincere prayers as to the good of Her Majesty in matters spiritual and temporal, reach His holy throne. And I assure you that prayers that come from hearts sincere earnest and hopeful are sure to be listened to. Let me pray then and you may say Amen:

فہرست

اسمائے حاضرین جلسہ ڈائمنڈ جوبلی بمقام قادیان ضلع گورداسپورہ بحضور امام ہمام حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود معہ چندہ و بلا چندہ۔ و اسمائے غیر حاضرین جنہوں نے چندہ دیا۔ از ۲۰ جون ۱۸۹۷ء تا ۲۲ جون ۱۸۹۷ء

نمبر	نام	سکونت	رقم چندہ	کیفیت
۱	حضرت اقدس جناب میرزا غلام احمد صاحب مہدی و مسیح موعود رئیس قادیاں۔ معہ اہل بیت	قادیان	لصہ	
۲	حضرت مولوی حکیم نور الدین صاحب بھیروی	"	صہر	
۳	مولوی عبد الکریم صاحب	سیالکوٹ	سعہر	
۴	مولوی برہان الدین صاحب	جہلم	۰	
۵	مولوی محمد احسن صاحب	امروہہ ضلع مراد آباد	سعہر	بباعث مجبوری حاضر نہ ہوسکے۔
۶	حکیم فضل الدین صاحب معہ ہر دو قبائل	بھیرہ	لعہ	
۷	خواجہ کمال الدین صاحب بی۔اے پروفیسر اسلامیہ کالج	لاہور	صہر	
۸	مفتی محمد صادق صاحب بھیروی کلرک اکونٹنٹ جنرل	"	عگ	
۹	میرزا ایوب بیگ صاحب بی۔اے کلاس لاہور کالج معہ قبیلہ خود	کلانور	عگ ۱۲ر	
۱۰	خلیفہ رجب الدین صاحب تاجر برنج	لاہور	للعہ	
۱۱	حکیم محمد حسین صاحب	"	عہر	
۱۲	خواجہ جمال الدین صاحب بی۔اے۔ رنبیر کالج ریاست جموں	"	عگ	
۱۳	حکیم فضل الٰہی صاحب	"	صہہ	
۱۴	منشی مولا بخش صاحب کلرک دفتر ریلوے	"	عہر	
۱۵	منشی نبی بخش صاحب " " "	"	سعہ	
۱۶	منشی محمد علی صاحب " " "	"	عہر	
۱۷	منشی محمد علی صاحب ایم۔اے پروفیسر اورنٹیل کالج	"	صہر	
۱۸	شیخ رحمت اللہ صاحب سوداگر رخت	"	ملعہ	
۱۹	منشی کرم الٰہی صاحب مہتمم مدرسہ نصرت اسلام	"	۴ر	

۲۰	میاں محمد عظیم صاحب کلرک دفتر ریلوے	لاہور	۸ر	
۲۱	حافظ فضل احمد صاحب معہ فرزند	〃	عہ ر	
۲۲	حافظ علی احمد صاحب 〃	〃	عہ ر	
۲۳	شیخ عبداللہ صاحب نومسلم منیجر شفاخانہ انجمن حمایت اسلام	〃	۸ر	
۲۴	علی محمد صاحب طالب علم بی۔ اے کلاس کالج	〃	۰	
۲۵	منشی عبدالرحمٰن صاحب کلرک دفتر ریلوے	〃	صہ ر	
۲۶	منشی معراج الدین صاحب جنرل ٹھیکہ دار	〃	عہ ۳ر	
۲۷	منشی تاج الدین صاحب کلرک دفتر ریلوے	〃	صہ ر	
۲۸	شیخ دین محمد صاحب	〃	۸ر	
۲۹	حکیم شیخ نور محمد صاحب نومسلم	〃	عہ ر	
۳۰	حکیم محمد حسین صاحب پروپرائٹر کارخانہ رفیق الصحت	〃	عہ ر	
۳۱	تاج الدین صاحب طالب علم مدرسہ اسلامیہ	〃	۰	
۳۲	عبداللہ صاحب 〃	〃	۰	
۳۳	مولیٰ بخش صاحب پٹولی	〃	عہ ر	بباعث مجبوری حاضر نہ ہوسکے
۳۴	قاضی غلام حسین صاحب بھیروی طالب علم آرٹ سکول	〃	۸ر	〃
۳۵	حاجی شہاب الدین صاحب	〃	للعہ ر	〃
۳۶	چراغ الدین صاحب وارث میاں محمد سلطان	〃	عا ر	〃
۳۷	احمد الدین صاحب ڈوری باف	〃	عہ ر	〃
۳۸	جمال الدین صاحب کاتب	〃	عہ ر	〃
۳۹	محمد اعظم صاحب 〃	〃	۸ر	〃
۴۰	سیف الملوک صاحب	〃	عہ ر	〃
۴۱	میاں سلطان صاحب ٹیلر ماسٹر	〃	ے ر	〃
۴۲	میاں غلام محمد صاحب کلرک چھاپہ خانہ	〃	عہ ر	〃
۴۳	مظفر دین صاحب	〃	عا ر	〃
۴۴	خواجہ محی الدین صاحب تاجر پشمینہ	〃	عہ ر	〃
۴۵	محمد شریف صاحب طالب علم اسلامیہ کالج	〃	۸ر	〃

۴۶	عبدالحق صاحب ۔ اسلامیہ کالج	لاہور	عمر	بباعث مجبوری شامل نہ ہوسکے
۴۷	عبدالمجید صاحب "	"	۸ر	"
۴۸	غلام محی الدین صاحب جلد بند سول ملٹری گزٹ	"	محمر	"
۴۹	تاج الدین صاحب	"	عمر	"
۵۰	بشیر احمد صاحب	"	۴ر	"
۵۱	نذیر احمد صاحب	"	۴ر	"
۵۲	ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب	"	صہر	
۵۳	شیر محمد خان صاحب طالب العلم بی-اے کلاس	"	عمر	
۵۴	غلام محی الدین صاحب طالب علم بی اے کلاس	"	صہر	
۵۵	شیر علی صاحب " " "	"	عمر	
۵۶	صاحبزادہ سراج الحق صاحب جمالی نعمانی ابن حضرت شاہ حبیب الرحمٰن صاحب مرحوم سجادہ نشین چہار قطب ہانسوی حال وارد قادیان		.	
۵۷	قاضی محمد یوسف علی صاحب نعمانی معہ اہل بیت سارجنٹ پولس ریاست جیند۔ اولاد حضرت امام اعظم صاحب	توسام ضلع حصار	ـــہ	
۵۸	شیخ فیض اللہ صاحب خالدی القریشی نائب داروغہ	ریاست نابہ	عمر	غیر حاضر
۵۹	سید ناصر نواب صاحب دہلوی پنشنر	قادیان	عا	
۶۰	میر محمد اسمٰعیل صاحب طالب علم اسلامیہ کالج لاہور	"	عا	
۶۱	محمد اسمٰعیل صاحب سرساوی طالب علم	"	.	
۶۲	شیخ عبدالرحیم صاحب نومسلم "	"	.	
۶۳	شیخ عبدالرحمٰن صاحب " "	"	.	
۶۴	شیخ عبدالعزیز صاحب " "	"	.	
۶۵	خدا یار صاحب " "	"	.	
۶۶	گلاب الدین صاحب لوئی باف	"	.	
۶۷	اسمٰعیل بیگ صاحب پریسمین	"	.	
۶۸	امام الدین صاحب	"	.	

۶۹	صاحبزادہ افتخار احمد صاحب لدھیانوی	قادیان	•	
۷۰	صاحبزادہ منظور محمد صاحب 〃	〃	•	
۷۱	صاحبزادہ مظہر قیوم صاحب	〃	•	
۷۲	مولوی عبدالرحمٰن صاحب	کھیوال ضلع جہلم	•	
۷۳	سید خصیلت علی شاہ صاحب ڈپٹی انسپکٹر	ڈنگہ ضلع گجرات	لعہ ر	
۷۴	سید امیر علی شاہ صاحب سارجنٹ اول	سیالکوٹ	للعہ ر	
۷۵	حکیم محمد الدین صاحب نقل نویس صدر	〃	عہ ر	
۷۶	منشی عبدالعزیز صاحب ٹیلر ماسٹر	〃	عہ ر	
۷۷	شیخ فضل کریم صاحب عطار	〃	۱۲ ر	
۷۸	غلام محی الدین صاحب تاجر چوب	〃	•	
۷۹	شیخ حسین بخش خیاط	قادیان	•	
۸۰	عبداللہ صاحب 〃	〃	•	
۸۱	عبدالرحمٰن صاحب 〃	〃	•	
۸۲	حافظ احمد اللہ خان صاحب	〃	•	
۸۳	کرم داد صاحب	〃	•	
۸۴	سید ارشاد علی صاحب طالب علم	سیالکوٹ	•	
۸۵	مولوی محمد عبداللہ خانصاحب وزیر آبادی مدرس کالج	ریاست پٹیالہ	۸ ر	
۸۶	حافظ نور محمد صاحب سارجنٹ پلٹن ۲۴	〃	عہ ر	
۸۷	محمد یوسف صاحب خراطی	〃	عہ ر	
۸۸	حافظ ملک محمد صاحب 〃	〃	•	
۸۹	عبدالحمید صاحب طالب علم	〃	۴ ر	
۹۰	محمد اکبر خان صاحب سنوری	〃	•	
۹۱	خلیفہ نور الدین صاحب تاجر کتب	ریاست جموں	سے ر	
۹۲	اللہ دتا صاحب 〃	〃	عگا	
۹۳	مولوی محمد صادق صاحب مدرس	〃	گا	
۹۴	میاں نبی بخش صاحب رفوگر	امرتسر	صہ ر	

نمبر	نام	مقام	رقم	
۹۵	محمد اسمٰعیل صاحب تاجر پشمینہ کٹڑہ آہلو والہ	امرتسر	سے ر	
۹۶	میاں محمد الدین صاحب اپیل نویس	سیالکوٹ	عہ ر	
۹۷	میاں الٰہی بخش صاحب محلہ ماشکیاں	گجرات	عہ ر	
۹۸	میاں چراغ الدین صاحب کٹڑہ اہلو والیہ	امرتسر	عا	
۹۹	منشی روڑا صاحب نقشہ نویس عدالت	ریاست کپورتھلہ	عا	
۱۰۰	منشی ظفر احمد صاحب اپیل نویس	″	عا	
۱۰۱	منشی رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر	گورداسپور	ہے ر	
۱۰۲	نواب خان صاحب	جموں	عہ ر	
۱۰۳	میاں عبدالخالق صاحب رفوگر	امرتسر	۸ ر	
۱۰۴	شیخ عبدالحق صاحب ٹھیکہ دار	لدھیانہ	عہ ر	
۱۰۵	محمد حسن صاحب عطار	″	عہ ر	
۱۰۶	منشی محمد ابراہیم صاحب تاجر لنگی گبرون	″	عہ ر	
۱۰۷	مستری حاجی عصمت اللہ صاحب	″	عہ ر	
۱۰۸	قاضی خواجہ علی صاحب ٹھیکہ دار شکرم	″	صہ ر	
۱۰۹	مولوی ابو یوسف مبارک علی صاحب امام مسجد صدر	سیالکوٹ	عہ ر	
۱۱۰	عبدالعزیز خان طالب علم بن عبدالرحمٰن خانصاحب اتالیق سردار ایوب خان صاحب	راولپنڈی	•	
۱۱۱	شیخ نور احمد صاحب مالک مطبع ریاض ہند	امرتسر	•	
۱۱۲	شیخ ظہور احمد صاحب سنگساز مطبع	″	•	
۱۱۳	میرزا رسول بیگ صاحب	کلانور ضلع گورداسپور	•	
۱۱۴	حافظ عبدالرحیم صاحب	بٹالہ	عہ ر	
۱۱۵	ڈاکٹر فیض قادر صاحب	″	عا	
۱۱۶	شیخ محمد جان صاحب تاجر	وزیرآباد	صہ ر	
۱۱۷	منشی نواب الدین صاحب ماسٹر	دینانگر	•	
۱۱۸	خلیفہ اللہ دتا صاحب	″	•	
۱۱۹	میاں خدا بخش صاحب خیاط	چھوکر ضلع گجرات	•	

نمبر	نام	سکونت	رقم		
۱۲۰	مولوی حافظ احمد الدین صاحب ۔ چک سکندر	ضلع گجرات	۰		
۱۲۱	میاں احمد الدین صاحب امام مسجد قلعہ دیدار سنگھ	گوجرانوالہ	۰		
۱۲۲	میاں جمال الدین صاحب پشمینہ باف ۔	سیکھواں ضلع گورداسپور	عہ/		
۱۲۳	محمد اکبر صاحب ٹھیکہ دار	بٹالہ	للعہ/		
۱۲۴	ماسٹر غلام محمد صاحب بی اے مدرس	سیالکوٹ	عہ۸/		
۱۲۵	میاں باغ حسین صاحب	بٹالہ	۰		
۱۲۶	میاں نبی بخش صاحب پاندہ	"	عہ/		
۱۲۷	چودھری منشی نبی بخش صاحب نمبردار	"	صہ/		
۱۲۸	مولوی خان ملک صاحب کھیوال	ضلع جہلم	۰		
۱۲۹	میاں خیر الدین صاحب پشمینہ باف سیکھواں	ضلع گورداسپور	عہ/		
۱۳۰	حکیم محمد اشرف صاحب	بٹالہ "	عہ/		
۱۳۱	شیخ غلام محمد صاحب طالب علم ۔	ضلع جالندھر	۰		
۱۳۲	حافظ غلام محی الدین صاحب جلد ساز	قادیاں	۰		
۱۳۳	میاں امام الدین صاحب پشمینہ باف	سیکھواں	عہ/		
۱۳۴	اللہ دین صاحب ۔ بٹھیاں	ضلع گورداسپور	۰		
۱۳۵	شیخ عبد الرحیم صاحب ملازم ریاست	کپورتھلہ	عہ		
۱۳۶	شیخ محمد الدین صاحب بوٹ فروش	جموں	عہ		
۱۳۷	محمد شاہ صاحب ٹھیکہ دار	"	۸/		
۱۳۸	نظام الدین صاحب دوکاندار تہہ غلام نبی	ضلع گورداسپور	۰		
۱۳۹	امام الدین صاحب " "	"	۰		
۱۴۰	شیخ فقیر علی صاحب زمیندار "	"	۰		
۱۴۱	شیخ شیر علی صاحب "	"	۰		
۱۴۲	شیخ چراغ علی صاحب "	"	۰		
۱۴۳	شہاب الدین صاحب دوکاندار "	"	۰		
۱۴۴	منشی عبد العزیز صاحب پٹواری سیکھواں	ضلع گورداسپور	۰		
۱۴۵	میاں قطب الدین صاحب خیاط بدھیچہ	"			

نمبر	نام	مقام	رقم	
۱۴۶	میاں سلطان احمد طالب علم	گجرات	۰	
۱۴۷	شیخ امیر بخش۔ تہہ غلام نبی۔	ضلع گورداسپور	۰	
۱۴۸	سید نظام شاہ صاحب ۔ بازید چک	"	۰	
۱۴۹	حافظ محمد حسین صاحب ۔ ڈنگہ	ضلع گجرات	۰	
۱۵۰	بابو گل حسن صاحب کلرک دفتر ریلوے	لاہور	عہ/	
۱۵۱	حافظ نور محمد صاحب۔ فیض اللہ چک	ضلع گورداسپور	۰	
۱۵۲	حسن خان صاحب ملازم توپخانہ ریاست	کپورتھلہ	۰	
۱۵۳	مرزا جھنڈا بیگ ۔ پیرووال	ضلع گورداسپور	۰	
۱۵۴	محمد حسین طالب علم۔ مدہ	ضلع امرتسر	۰	
۱۵۵	میاں محمد امیر ۔ کنڈ	تحصیل خوشاب	۰	
۱۵۶	غلام محمد طالب علم	امرتسر	۰	
۱۵۷	محمد اسمٰعیل ۔ تہہ غلام نبی	ضلع گورداسپور	۰	
۱۵۸	شیخ قطب الدین صاحب۔ کوٹلہ فقیر	ضلع جہلم	عہ/	
۱۵۹	میاں غلام حسین نان بائی ڈیرہ حضرت اقدس	قادیان	۸/	
۱۶۰	شیخ مولابخش صاحب تاجر چرم۔ ڈنگہ	ضلع گجرات	ے/	
۱۶۱	قاضی محمد یوسف صاحب قاضی کوٹ	ضلع گوجرانوالہ	عہ/	
۱۶۲	عبداللہ سوداگر برنج	لاہور	۰	
۱۶۳	مولوی حافظ کرم الدین صاحب۔ پوڑاں والہ	ضلع گجرات	عہ/	
۱۶۴	حافظ احمد الدین خیاط ۔ ڈنگہ	"	۸/	
۱۶۵	عبادت علی شاہ سوداگر۔ ڈوڈہ	ضلع گورداسپور	۰/	
۱۶۶	محمد خان صاحب نمبردار ۔ جستروال	ضلع امرتسر	ے/	
۱۶۷	میاں علم الدین صاحب۔ کالوسای	ضلع گجرات	۰	
۱۶۸	میاں کرم الدین صاحب۔ ڈنگہ	"	عہ/	
۱۶۹	شیخ احمد الدین صاحب "	"	۰	
۱۷۰	میاں احمد الدین صاحب "	"	۰	
۱۷۱	میاں محمد صدیق صاحب پشمینہ باف	سیکھواں	۸/	

۱۷۲	میاں صادق حسین صاحب	ریاست پٹیالہ	عہ ر	
۱۷۳	مولوی فقیر جمال الدین صاحب سید والہ	ضلع منٹگمری	•	
۱۷۴	مولوی عبداللہ صاحب ٹھٹھہ شیرکا	"	•	
۱۷۵	میاں عبدالعزیز طالب علم	قادیان	•	
۱۷۶	میاں عبداللہ - تھہ غلام نبی -	ضلع گورداسپور	•	
۱۷۷	مہرالدین صاحب خانساماں - لالہ موسیٰ	ضلع گجرات	عگ	
۱۷۸	کرم الدین صاحب خانساماں "	"	عگ	غیر حاضر
۱۷۹	امام الدین صاحب پٹواری - لوچپ	ضلع گورداسپور	عہ ر	
۱۸۰	فضل الٰہی صاحب نمبردار - چک فیض اللہ	"	عہ ر	
۱۸۱	غلام نبی صاحب "	"	عہ ر	
۱۸۲	چراغ الدین معمار - موضع منڈی کراں	"	•	
۱۸۳	قاضی نعمت علی صاحب - خطیب بٹالہ	"	عہ ر	
۱۸۴	احمد علی صاحب نمبردار چک وزیر	"	عہ ر	
۱۸۵	امام الدین صاحب - تھہ غلام نبی	"	•	
۱۸۶	میاں فقیر دری باف چک فیض اللہ	"	•	
۱۸۷	میاں امیر دری باف "	"	•	
۱۸۸	شیخ برکت علی دوکاندار "	"	•	
۱۸۹	برکت علی صاحب پٹواری "	"	•	
۱۹۰	میاں امام الدین "	"	•	
۱۹۱	سید امیر حسین چک بازید	"	•	
۱۹۲	شیخ فیروز الدین صاحب "	"	•	
۱۹۳	شیخ شیر علی "	"	•	
۱۹۴	شیخ عطا محمد صاحب "	"	•	
۱۹۵	سید محمد شفیع صاحب "	"	•	
۱۹۶	عمر چوکیدار "	"	•	
۱۹۷	مولوی امیرالدین صاحب - محلہ خوجہ والہ	گجرات	•	

۱۹۸	مستری محمد عمر	جموں	•	
۱۹۹	سید وزیر حسین صاحب - بازید چک	ضلع گورداسپور	•	
۲۰۰	مہر اللہ شاہ - ڈوڈاں	"	•	
۲۰۱	سلطان بخش - بدیچہ	"	•	
۲۰۲	منشی عبد العزیز صاحب عرف وزیر خان سب اوورسیر	بلب گڈھ	عہ/	
۲۰۳	نور محمد صاحب - دھونی	ضلع منٹگمری	•	
۲۰۴	عبد الرشید سید والہ	"	•	
۲۰۵	مولوی احمد الدین صاحب امام مسجد - نامدار	ضلع لاہور	•	
۲۰۶	حافظ معین الدین صاحب	قادیان	•	
۲۰۷	عبد المجید صاحب	کپورتھلہ	•	
۲۰۸	محمد خان صاحب	"	عہ	بباعث مجبوری شامل نہ ہوسکے
۲۰۹	مولوی محمد حسین صاحب - بھاگو رائیں	"	عہ	
۲۱۰	نظام الدین "	"	•	
۲۱۱	فیض محمد نجار	سیالکوٹ	•	
۲۱۲	سید گوہر شاہ صاحب - پھیرو چی	ضلع گورداسپور	•	
۲۱۳	حکیم دین محمد طالب علم	قادیان	•	
۲۱۴	شیخ فضل الٰہی صاحب چٹھی رسان	"	۲/	
۲۱۵	سلطان محمد صاحب - بکرالہ	ضلع جہلم	•	
۲۱۶	اللہ دیا صاحب - کبو	ضلع امرتسر	•	
۲۱۷	سید عالم شاہ صاحب موضع سید ملو	ضلع جہلم	•	
۲۱۸	مستری حسن الدین صاحب	سیالکوٹ	•	
۲۱۹	میراں بخش صاحب چوڑی گر	بٹالہ	•	
۲۲۰	مہر ساون صاحب - سیکھواں	ضلع گورداسپور	عہ/	
۲۲۱	حکیم جمال الدین صاحب تاجر	قادیان	عہ/	
۲۲۲	محمد اسمٰعیل صاحب طالبعلم	"	•	
۲۲۳	محمد اسحٰق صاحب "	"	•	

۲۲۴	عبداللہ خانصاحب ۔	ہریانہ	ضلع ہوشیارپور	عا	
۲۲۵	کریم بخش مستری	بیل چک	ضلع گورداسپور	۰	
۲۲۶	مرزا بوٹا بیگ		قادیان	۰	
۲۲۷	مرزا احمد بیگ		"	۰	
۲۲۸	محمد حیات صاحب		بٹالہ	۰	
۲۲۹	نور محمد ملازم ڈاکٹر فیض قادر صاحب		"	۰	
۲۳۰	شیخ غلام محمد صاحب تاجر		امرتسر	۰	
۲۳۱	برکت علی صاحب نیچہ بند		بٹالہ	۰	
۲۳۲	غلام حسین صاحب ککہ زئی		"	۰	
۲۳۳	رحیم بخش صاحب شانہ گر		جہلم	۰	
۲۳۴	شیخ غلام احمد صاحب امام مسجد بھڑیال		ضلع سیالکوٹ	۰	
۲۳۵	شیخ اسمعیل امام مسجد		"	۰	
۲۳۶	شیخ کریم بخش صاحب کاہنے چک		ریاست جموں	۰	
۲۳۷	شیخ چراغ الدین صاحب		"	۰	
۲۳۸	میاں کنو تیلی ۔	تتلا	ضلع گورداسپور	۰	
۲۳۹	شیخ مولا بخش صاحب تاجر بوٹ		سیالکوٹ	عہ؍	
۲۴۰	مرزا نظام الدین		قادیان	۰	
۲۴۱	سید عبدالعزیز صاحب		انبالہ	۰	
۲۴۲	مولوی فضل الدین صاحب ۔	کھاریاں	ضلع گجرات	صہ؍	بباعث مجبوری شامل نہ ہوسکے
۲۴۳	مولوی فضل الدین صاحب ۔	خوشاب	ضلع شاہپور	ـہ	"
۲۴۴	حافظ رحمت اللہ صاحب ۔	کرن پور	ضلع ڈیرہ دون	عا	"
۲۴۵	نور الدین صاحب نقشہ نویس بارک ماسٹری		جہلم	عا	"
۲۴۶	میاں عبداللہ صاحب پٹواری سنوری		ریاست پٹیالہ	عہ؍	"
۲۴۷	میاں عبدالعزیز صاحب محرر دفتر نہر جمن غربی		دہلی	ـے؍	"
۲۴۸	ڈاکٹر بوڑیخان صاحب اسسٹنٹ سرجن		قصور	عہ ـہ	"
۲۴۹	مولوی محمد حسین مدرسہ اسلامیہ		راولپنڈی	عہ؍	"

۲۵۰	مولوی خادم حسین صاحب۔ اسلامیہ سکول	راولپنڈی	عہ ر	حاضر نہ ہوسکے
۲۵۱	بابو اللہ دین صاحب فائرس محکمہ روشنی	"	عہ ر	"
۲۵۲	سید عنایت علی شاہ صاحب	لدھیانہ	عگ ۵ر	"
۲۵۳	منشی غلام حیدر صاحب ڈپٹی انسپکٹر پولس	نارووال	عہ	"
۲۵۴	مولوی علم الدین صاحب	"	عگ	"
۲۵۵	منشی محرم علی صاحب محرر سارجنٹ پولس	"	عگ	"
۲۵۶	بابو شاہدین صاحب سٹیشن ماسٹر دینہ	ضلع جہلم	للعہ ر	"
۲۵۷	منشی اللہ دتا صاحب	سیالکوٹ	الہ	"
۲۵۸	منشی فتح محمد صاحب بزدار پوسٹماسٹر لیہ	ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خاں	عہ ر	"
۲۵۹	شیخ غلام نبی صاحب دوکاندار	راولپنڈی	عہ	"
۲۶۰	منشی مظفر علی صاحب برادر مولوی محمد احسن صاحب امروہی	ڈیرہ دون	عہ ر	"
۲۶۱	میاں احمد حسین صاحب ملازم میاں محمد حنیف سوداگر	"	عہ ر	"
۲۶۲	مولوی محمد یعقوب صاحب	"	عہ ر	"
۲۶۳	منشی علی گوہر خان صاحب برانچ پوسٹماسٹر	جالندھر	عہ ر	"
۲۶۴	منشی محمد اسمٰعیل صاحب نقشہ نویس کالکا ریلوے	انبالہ چھاؤنی	صہ ر	"
۲۶۵	مولوی غلام مصطفےٰ صاحب مالک مطبع شعلہ طور	بٹالہ	عہ ر	"
۲۶۶	بابو محمد افضل صاحب ملازم ریلوے ممباسہ	ملک افریقہ	عہ ر	"
۲۶۷	چودھری محمد سلطان صاحب والد مولوی عبد الکریم صاحب	سیالکوٹ	عگ	"
۲۶۸	سید حامد شاہ صاحب قائم مقام سپرنٹنڈنٹ ڈپٹی کمشنر بہادر	"	عگ	"
۲۶۹	سید حکیم حسام الدین صاحب رئیس	"	عہ ر	"
۲۷۰	فضل الدین صاحب زرگر	"	عہ ر	"
۲۷۱	حکیم احمد الدین صاحب	"	صہ ر	"
۲۷۲	شیخ نور محمد صاحب کلاہ ساز	"	عہ ر	"
۲۷۳	محمد الدین صاحب پٹواری۔ ترگڑی	ضلع گوجرانوالہ	عہ ر	"
۲۷۴	سید نواب شاہ صاحب مدرس	سیالکوٹ	عہ ر	"
۲۷۵	سید چراغ شاہ صاحب	"	عہ ر	"

نمبر	نام	مقام	رقم	کیفیت
۲۷۶	چودھری نبی بخش صاحب سارجنٹ پولس	سیالکوٹ	عہ؍	حاضر نہ ہوسکے
۲۷۷	محمد الدین صاحب	"	۴؍	"
۲۷۸	محمد الدین صاحب جلد ساز	"	۸؍	"
۲۷۹	اللہ بخش صاحب	"	۴؍	"
۲۸۰	شادیخاں صاحب سوداگر	"	عہ؍	"
۲۸۱	چودھری الہ بخش صاحب	"	عہ؍	"
۲۸۲	چودھری فتح دین صاحب	"	عہ؍	"
۲۸۳	اللہ رکھا صاحب شال باف	بٹالہ	عہ	
۲۸۴	کرم الٰہی صاحب کانسٹبل	لدھیانہ	عہ؍	حاضر نہ ہوسکے
۲۸۵	پیر بخش صاحب	"	عا	"
۲۸۶	منشی الہ بخش صاحب	سیالکوٹ	عہ؍	"
۲۸۷	کرم الدین صاحب - بھپال والہ	"	للعہ؍	"
۲۸۸	منشی کرم الٰہی صاحب ریکارڈ کلرک	پٹیالہ	صہ؍	"
۲۸۹	مرزا نیاز بیگ صاحب ضلعدار نہر - رشیدہ	ضلع ملتان	صہ؍	"
۲۹۰	اللہ دتا صاحب شالباف	بٹالہ	عہ؍	
۲۹۱	ڈاکٹر عبد الحکیم خان صاحب	ریاست پٹیالہ	عا	حاضر نہ ہوسکے
۲۹۲	عزیز اللہ صاحب سرہندی برانچ پوسٹماسٹر	نادون	عہ	"
۲۹۳	نواب خان صاحب تحصیلدار	جہلم	ـــہ	"
۲۹۴	عبد الصمد صاحب ملازم نواب خانصاحب موصوف	"	عہ؍	"
۲۹۵	مولوی نور محمد صاحب - موکل	ضلع لاہور	عہ؍	"
۲۹۶	سید مہدی حسن صاحب پنسال نویس چوکی لوہلہ	"	۳؍	"
۲۹۷	مولوی شیر محمد صاحب - ہجن	ضلع شاہپور	۸؍	"
۲۹۸	بابو نواب الدین صاحب ہیڈ ماسٹر سکول دینانگر	ضلع گورداسپور	عا	
۲۹۹	والدہ خیر الدین سیکھواں	"	۴؍	
۳۰۰	رحیم بخش صاحب محرر اصطبل	سنگرور	صہ؍	حاضر نہ ہوسکے
۳۰۱	قاری محمد صاحب امام مسجد	جہلم	عا	"

۳۰۲	شرف الدین صاحب -	کوٹلہ فقیر	ضلع جہلم	عہر	غیر حاضر
۳۰۳	علم الدین صاحب	"	"	عہر	"
۳۰۴	مولوی محمد یوسف صاحب	سنور	پٹیالہ	۱۳ر	"
۳۰۵	احمد بخش صاحب	"	"	۱۳ر	"
۳۰۶	محمد ابراہیم صاحب	"	"	۱۳ر	"
۳۰۷	امام الدین پٹواری		حلقہ لوچپ	عہر	"
۳۰۸	غلام نبی عرف نبی بخش -	فیض اللہ چک	ضلع گورداسپور	عہر	"
۳۰۹	منشی احمد صاحب محرر بارہ سرکاری		پٹیالہ	عہر	"
۳۱۰	مولوی محمود حسن خانصاحب مدرس		"	۴ر	"
۳۱۱	شیخ محمد حسین صاحب مراد آبادی		"	عہر	"
۳۱۲	مستری احمد الدین صاحب		بھیرہ	للعہر	"
۳۱۳	مستری اسلام احمد		"	عہ	"
۳۱۴	میاں فیاض علی صاحب		کپور تھلہ	عہ	"
۳۱۵	میاں صاحبدین صاحب	کھاریاں	ضلع گجرات	عہ	"
۳۱۶	میاں عالم دین حجام		بھیرہ	۴ر	"
۳۱۷	بابو کرم الٰہی صاحب ڈپٹی سپرانٹنڈنٹ پاگل خانہ معرفت شیخ رحمت اللہ صاحب		لاہور	صہر	"
۳۱۸	بابو غلام محمد صاحب		لدھیانہ	للعہر	"

بقیہ اسماءِ حاضرین جلسہ جوبلی

عبدالرحمان نومسلم جالندھری۔ سید آرشاد علی صاحبزادہ سید خصبلت علی شاہ صاحب، ڈنگہ۔
اللہ دتا ولد نور محمد کمبوہ۔ عبداللہ ولد خلیفہ رجب دین لاہور۔ غلام محمد طالب علم ڈیرہ بابا نانک
روشن دین بھیرہ۔ اللہ ودھایا صاحب پنڈی بھٹیاں۔ شیخ احمد علی۔ چک بازید۔
نور محمد۔ ڈھونی۔ عبدالرشید۔ سید والہ۔ غلام قادر۔ قادیاں۔ شیخ امیر۔ تھہ غلام نبی۔
غلام غوث۔ قادیاں۔ گلاب ولد محکم۔ احمد آباد ضلع گورداسپور۔ شاہ نواز۔ ڈنگہ۔ عیدا
ولد شادی۔ قادیاں۔ دین محمد۔ قادیاں۔ صدرالدین۔ قادیاں۔ بڈھا۔ قادیاں۔ حسینا
قادیاں۔ امام الدین قادیاں۔ خواجہ نور محمد قادیاں۔ حامد علی ارائیں قادیاں۔ میراں بخش
قادیاں۔ لسو قادیاں۔ فقیر محمد فیض اللہ چک۔ شیخ محمد قادیاں۔ خواجہ کھیون قادیاں۔
شیرف دین قادیاں۔ فتح دین کہار ڈلہ۔ عبداللہ قادیاں۔ لبھو ″۔ لبھا ڈوگر کھارا۔
نتھو قادیاں۔ بوٹا ″۔

نواب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ کے خط کی نقل

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

طبیب رُوحانی مسیح الزمان مکرم معظم سلمکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم۔ حسب الحکم حضور کل حال متعلق جوبلی عرض کرتا ہوں:۔

۲۱ و ۲۲ جون یعنے دو دن جشن جوبلی کے لئے مقرر ہوئے تھے۔ چونکہ گورنمنٹ کا حکم تھا کہ کل رسوم متعلق جوبلی ۲۲ جون ۱۸۹۷ء کو پوری کی جائیں۔ اسلئے سب کچھ ۲۲ کو کیا جانا قرار پایا۔

ریاست مالیر کوٹلہ میں جیسے رئیس اعظم وفادار رہے ہیں ویسے ہی خوانین بھی وفادار اور عقیدتمند گورنمنٹ کے رہے ہیں اور بہت مواقع میں اس کا ثبوت دیا ہے۔ بلکہ بعض جگہ خود لڑائی میں شریک ہو کر گورنمنٹ کی اعانت کی ہے۔ اب

چونکہ لڑائی کا موقعہ تو جاتا رہا ہے۔ اب بموجب حالت زمانہ ہم لوگ ہر طرح خدمت کیلئے حاضر ہیں۔ اور ہم ایسا کیوں نہ کریں جبکہ اس گورنمنٹ کا ہم پہ خاص احسان ہے۔ وہ یہ کہ سکھوں کے عروج کے زمانہ میں سکھوں نے اِس ریاست کو بہت دق کیا تھا۔ اور اگر وقت پہ جنرل اختر لونی صاحب ابرِ رحمت کی طرح تشریف نہ لے آتے تو یہ ریاست کبھی کی اِس خاندان سے نکلکر سکھوں کے ہاتھ میں ہوتی۔ پس ہمارا خاندان تو ہر طرح گورنمنٹ کا مرہون منت ہے۔ اور اب یہ سلسلہ بہ سبب حضور اور زیادہ مستحکم ہوگیا۔ اور جو احسانات گورنمنٹ کے ہماری جماعت پر ہیں وہ قند مکرر کا لطف دینے لگے تو مجھ کو ضروری ہوا کہ اپنے ہمسروں سے بڑھ کر کچھ کیا جائے۔

اوّل ۔ چراغانہ قریب کی مسجد پر اور اپنے رہائشی مکان پر بہت زور سے کیا گیا۔ بلکہ ایک مکان پر بیرون شہر جو ایک گاؤں سروانی کوٹ نام میں میرا ہے اُسپر بھی کیا گیا۔ کل مکانوں پر اوّل سفیدی کی گئی۔ اور مختلف طرز پر چراغ نصب کئے گئے۔ اور ایک دیوار پر چراغوں میں یہ عبارت لکھی گئی :۔

God save our Empress.

یعنے خدا تعالےٰ ہماری قیصرہ کو سلامت رکھے۔ قریبًا تمام شہر سے بڑھ کر ہمارے ہاں روشنی کا اہتمام تھا۔ مگر عین وقت پر ہوا کے ہونے سے ۲۲ر کو وہ روشنی نہ ہوسکی۔ اِسلئے تمام شہر میں ۲۳ر کو روشنی ہوئی۔ مگر اس روز بھی ہوا کے سبب اُونچی جگہ روشنی نہ ہوسکی۔

دوم ۔ تین ٹرائفل آرچ ۔ ایک برسر کوچہ اور دو اپنے مکان کے سامنے بنائے گئے۔ اور اُن پر مندرجہ ذیل عبارات سنہری لکھ کر لگائی گئیں۔ اوّل برسرِ کوچہ۔ "جشن ڈائمنڈ جوبلی مبارک باد"۔ دوم اپنے رہائشی مکان کے دروازہ پر انگریزی میں *Welcome* یعنے خوش آمدید لکھا تھا۔ سوم دروازہ کے مقابل تیسری محراب پر لکھا تھا۔ "قیصرہ ہند کی عمر دراز" اور سروانی کوٹ میں بھی ایک ٹرائفل آرچ بنائی گئی تھی۔

سوم ۔ ۲۲ر جون کو شام کے چھ بجے اپنی جماعت کے اصحاب کو جمع کرکے

خداوندتعالیٰ سے حضور ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کے بقائے دولت اور درازی عمر اور یہ کہ جس طرح حضور ممدوحہ نے ہم پر احسان کیا ہے خداوندتعالیٰ بھی حضور ممدوحہ پر احسان کرے اور الذین آمنوا میں داخل کرے یعنے اسلام کے آفتاب سے وہ بھی فیضیاب ہوں دُعا کی گئی۔

چہارم۔ مَیں نے ایک نوٹس اپنی جماعت کے لوگوں کو دیا تھا کہ سب صاحب جو کم سے کم بمقدرت رکھتے ہوں وُہ بھی سو چراغ سے کم نہ جلائیں اور جن کے پاس اتنا خرچ کرنے کو نہ ہو وُہ مجھ سے لے لیں۔ چنانچہ پانچ اصحاب کو مَیں نے خرچ چراغانہ دیا اور باقیوں نے خود چراغانہ کیا۔

پنجم۔ میرے متعلق جو سردانی کوٹ میں معافیدار تھے انکو بھی مَیں نے حکم دیا کہ چراغانہ کریں۔ چنانچہ انھوں نے بھی کیا اور یہ ایسا امر ہے کہ ریاست کے اور دیہات میں غالباً ایسا نہیں ہُوا۔

ششم۔ ۲۳ر جون کو اِس خوشی میں آتش بازی چھوڑی گئی۔

ہفتم۔ ۲۲ر جون کی شام کو معزز احباب کی دعوت کی گئی۔

ہشتم۔ ۲۳ر کو مساکین کو غلّہ اور نقد خیرات کیا گیا۔

نہم۔ ایک یادگار کے قائم کرنے کی بھی تجویز ہے۔ جب اِس کی بابت فیصلہ ہوگا وہ بھی عرض کروں گا۔

راقم محمد علی خان { مالیر کوٹلہ ۲۵ر جون ۱۸۹۷ء

نوٹ۔ ہم نے اپنی طرف سے سب احباب کے نام کوشش سے درج کرا دیئے ہیں۔ اب اگر ایک دو نام رہ گئے ہوں تو سہو بشریت ہے۔

مطبوعہ ضیاء الاسلام قادیان باہتمام حکیم فضل الدین صاحب مالک مطبع
مورخہ ۲۸ر جون ۱۸۹۷ء